عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

زاد سفر
حجاج کرام کے لیے

جلد:۳۷ | ۹ تا ۱۷ر ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ر جولائی ۲۰۱۸ء | شمارہ:۲۸

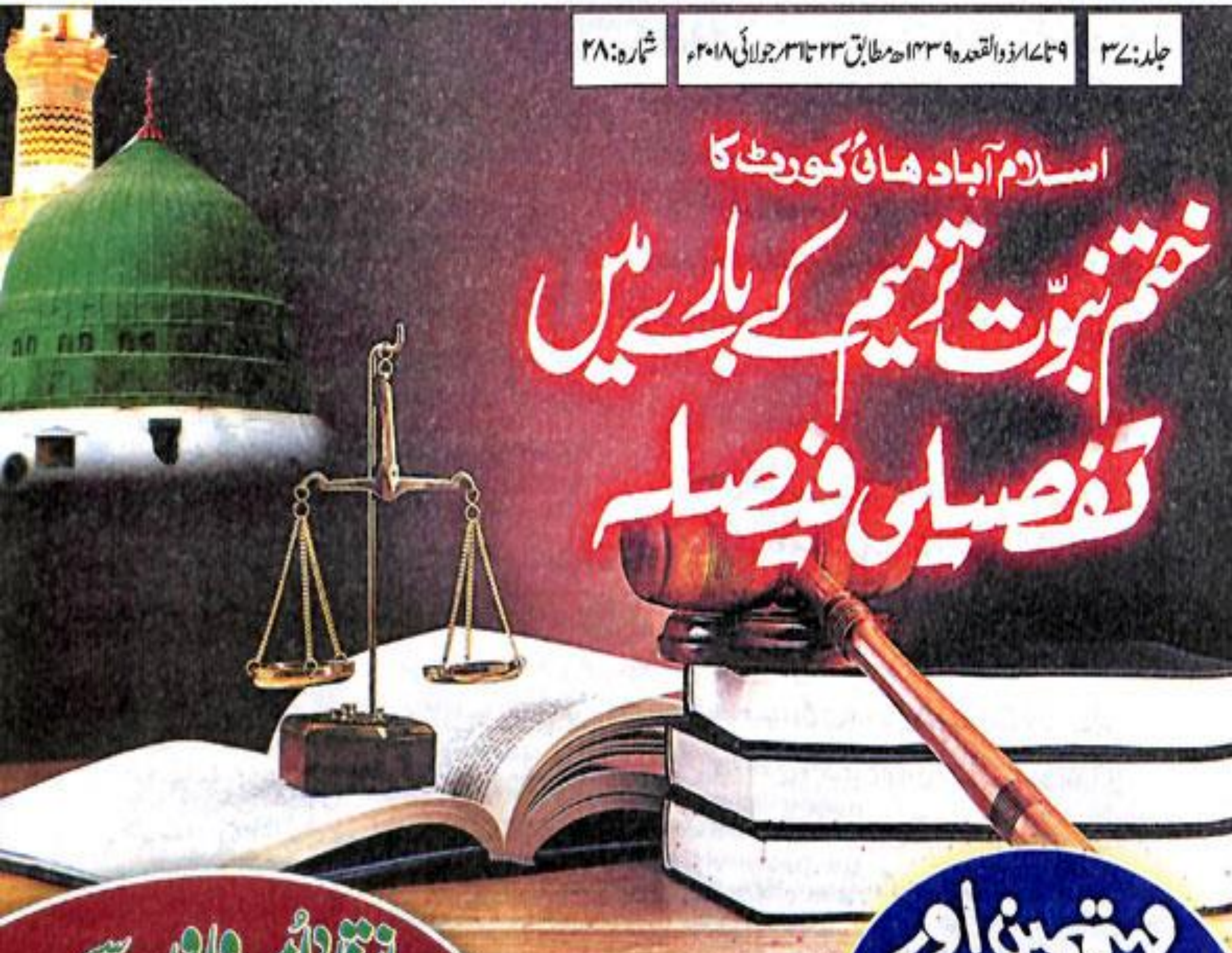

اسلام آباد ہائی کورٹ کا
ختم نبوت ترمیم کے بارے میں تفصیلی فیصلہ

انتخابی امیدواروں سے دینی و قومی تقاضوں کی پاسداری کا وعدہ لیا جائے

مہتممین اور علماء وطلباء کی ذمہ داریاں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

جائیداد کی تقسیم

س:...... مفتی صاحب! وراثت کے سلسلے میں آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔

تفصیل: ہم آٹھ بہنیں اور ایک بھائی ہے، میرے والد علی محمد ملک کا انتقال ۲۲/اپریل ۲۰۰۸ء کو ہوا اور میری والدہ سکینہ علی محمد کا انتقال ۱۱/جون ۲۰۱۸ء کو ہوگیا۔

جس وقت والد صاحب کا انتقال ہوا ہمارے پاس دستگیر سوسائٹی میں ۱۲۰ گز کا تین منزلہ مکان تھا جو ابھی تک ان کے نام ہے۔ والدہ کو بعد میں ترکہ ملا، جس سے گلستان جوہر میں ۲۴۰ گز کا دو منزلہ مکان خرید اگیا۔

والدہ نے اپنی مرضی سے مکان کی ملکیت میں ۴ نام لکھوائے اور یہ مکان ان چاروں کے نام باقاعدہ رجسٹری ہے: (۱) والدہ: سکینہ علی محمد، (۲) بیٹی: صفیہ، (۳) بیٹی: نجمہ، (۴) بیٹا: فیصل۔

یہ مکان خریداری کے وقت سے اب تک کرائے پر ہے۔ اس کے علاوہ والدہ نے اپنے زیورات میں سے کچھ حصہ پوتے میکال اور پوتیوں زہرہ اور مثال کے نام کیا جو امانتاً اپنی بیٹی صفیہ کے پاس رکھوادیا کہ وقت آنے پر انہیں دے دیا جائے، اس کے علاوہ کچھ زیورات انہوں نے اپنی بچیوں کو دے دیے تھے۔ باقی زیورات کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں کی۔

سوال یہ ہے کہ وراثت کس طرح تقسیم ہوگی؟

کیا گلستان جوہر کا مکان بھی تقسیم ہوگا یا وراثت، زیور اور دستگیر کے مکان پر ہوگی؟

ج:...... واضح رہے کہ محض کسی شے کے نام کردینے سے شرعاً اس پر ملکیت ثابت نہیں ہوجاتی جب تک کہ وہ شے اگر قابل تقسیم ہو تو تقسیم کرکے ہر ایک کا حصہ علیحدہ علیحدہ کرکے مکمل قبضہ وقدرت میں نہ دے دی جائے۔ کیونکہ ہبہ تام ہونے کے لئے حصہ کا متعین ہونا اور پھر اس پر قبضہ ہونا ضروری ہے:

”وفی الاصل ومن شرائطها الهبة الا فراز حتی لایجوز هبة المشاع فيما يحتمل القسمة كالبيت والدار والارض ونحوها۔“ (خلاصۃ الفتاویٰ، ص:۳۹۰، ج:۴، کتاب الہبۃ)

ایضاً: ”وتتم الهبة بالقبض الكامل۔“

(الدر المختار مع رد المختار، ص:۶۹۰، ج:۵)

لہٰذا اس اصول کی رو سے آپ کی والدہ کا مکان مذکورہ بچوں (نجمہ، صفیہ، فیصل) کا نہیں ہوگا بلکہ ترکہ میں شامل ہوگا اور شرعاً سب وارثوں میں تقسیم ہوگا۔ اسی طرح جو زیورات والدہ نے اپنے پوتے اور پوتیوں کے نام کیے وہ بھی ان کی ملکیت نہیں ہوئے، کیونکہ قبضہ نہیں دیا گیا۔

ہاں اگر وہ بچے نابالغ ہیں اور والدین میں سے کسی کے حوالہ کرکے قبضہ دے دیا گیا ہے تو والدین کا قبضہ نابالغ اولاد کی طرف سے درست ہوگا، ایسی صورت میں یہ زیورات بچوں کی ملکیت ہوں گے، اور جو زیورات اپنی بیٹیوں کو زندگی میں ہی دے کر قبضہ دے دیا تھا وہ بھی ان کے ہوگئے اور جن کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں کی وہ ترکہ میں شامل ہوں گے۔

آپ کے والد اور والدہ کے ترکہ کے ورثا ایک ہی ہیں، اس لئے تقسیم اس طرح ہوگی کہ والد اور والدہ کی تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کو شرعاً دس حصوں میں تقسیم کریں گے، جس میں سے دو حصے بیٹے کو اور ایک ایک حصہ ہر ایک بیٹی کو ملے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

جلد:۳۷ ۹تا۱۷؍ذوالقعدہ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳تا۳۱؍جولائی۲۰۱۸ء شمارہ:۲۸

مجلس ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

ختم نبوت ترمیم کے بارے میں....	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
زادِ سفر حجاج کرام کے لئے	۹	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
مہتممین اور علماء وطلبا کی ذمہ داریاں	۱۱	ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
جدید وقدیم فضلاء سے چند گزارشات	۱۲	" " " " "
انتخابی امیدواروں سے دینی وقومی پاسداری...	۱۴	حضرت مولانا زاہد الراشدی
مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ جمالی کی وفات	۱۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۱۸	ادارہ
حج...ایک سعادت اور عبادت (۲)	۲۱	مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی
الحاج مستقیم احمد پراچہؒ کی رحلت	۲۳	مولانا محمد بن مستقیم
معتمد وغیر معتمد تفاسیر (۳۴)	۲۵	مولانا فضل محمد یوسف زئی

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر
فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی:۲۲۵روپے، سالانہ:۴۵۰روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(الائیڈ بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(الائیڈ بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادب

حدیث قدسی ۳: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جس شخص نے باوجود قدرت کے خمر یعنی شراب کو ترک کردیا تو میں اس کو خطیرۃ القدس (خطرۃ القدس ایک خاص مقام کا نام ہے جہاں اہلِ جنت کی مہمانی ہوگی) سے پلاؤں گا اور جس شخص نے باوجود قدرت کے ریشمی لباس ترک کیا تو میں اس کو خطیرۃ القدس میں کپڑے پہناؤں گا۔ (بزاز)

حدیث قدسی ۴: حضرت یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، وہ فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن لوگوں میں سے پہلے ہیں جنہوں نے مہمان نوازی کی اور جنہوں نے ختنہ کیا اور لوگوں میں سے پہلے ہیں جنہوں نے اپنی مونچھیں اور لبیں کتروائیں اور لوگوں میں سے پہلے وہ ہیں جنہوں نے بڑھاپا دیکھا، انہوں نے عرض کیا: اے رب! یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ وقار اور بزرگی کا سبب ہے، انہوں نے کہا: اے رب! میرے وقار میں زیادتی کیجئے۔ (مالک)

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کاموں میں پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے مہمان نوازی، ختنہ اور مونچھیں کتروانے کی رسم ادا کی، بڑھاپے کو وقار فرمایا، کیونکہ بڑھاپا لہو ولعب اور معاصی سے باز رکھتا ہے۔

حدیث قدسی ۵: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمام عالموں کے واسطے رحمت کا سبب اور تمام عالموں کے واسطے ہدایت کا سبب بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے کہ میں مزامیر اور باجوں کو مٹادوں اور مجھ کو حکم دیا ہے کہ بتوں اور چلیپاؤں اور جاہلیت کی باتوں کو مٹادوں۔ میرے رب نے اپنی عزت کی قسم کھا کر یہ بات کہی ہے کہ میرے بندوں میں سے کوئی بندہ اگر ایک گھونٹ بھی شراب کا پیئے گا تو اس کو اس کی مثل دوزخیوں کی پیپ پلاؤں گا اور جو شخص شراب کو میری وجہ سے اور میرے خوف سے ترک کردے گا تو اس کو پاکیزہ حوضوں سے پلاؤں گا یعنی شراب طہور۔ (احمد)

حدیث قدسی ۵: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے جو میری پیدائش کی مانند بناتے ہیں؟ وہ اگر بناسکتے ہیں تو ایک چیونٹی یا ایک دانہ یا ایک جَو بنا کر دکھائیں۔ (بخاری)

جماعت کی نماز

س:...... جماعت کی نماز میں امام کو کہاں کھڑا ہونا چاہئے اور مقتدیوں کے متعلق شریعت کی رہنمائی کیا ہے؟

ج:...... جمعہ اور عیدین کی نماز کے علاوہ کی جماعت کی نماز کی دو آدمیوں کے ہونے کی صورت میں ترتیب یہ بتلائی گئی ہے کہ امام کی سیدھی طرف ایک قدم پیچھے ہٹ کر مقتدی کھڑا ہو، اگر مقتدی دو یا اس سے زائد ہیں تو وہ امام کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہوں اور امام ان کے درمیان کے آگے کھڑا ہو۔

س:...... اگر نماز کی جماعت میں بالغ مرد، نابالغ بچے اور عورتیں بھی شامل ہوں تو ان کی ترتیب کیا بتلائی گئی ہے؟

ج:...... پہلے امام کے پیچھے مردوں کی صفیں بنیں گی، مردوں کی صفیں پوری ہونے کے بعد ان کے پیچھے بچوں کی صفیں ہوں گی اور بچوں کی صفوں کے بعد عورتوں کی صفیں بنائی جائیں گی (واضح رہے کہ بعض احادیث کی بنا پر احناف کے نزدیک عورتوں کا اپنے گھروں میں ہی اکیلے اکیلے نمازوں کا ادا کرنا افضل ہے، ان کے نزدیک صرف عورتوں کا جماعت سے نماز پڑھنا بھی ناپسندیدہ ہے اور مردوں کی جماعت کی نماز میں شامل ہونا بھی ناپسندیدہ ہے، لہٰذا ان کے لئے مسجد میں جانا بھی غیر ضروری ہے، یہاں تک کہ مسجد حرام اور مسجد نبوی میں بھی جماعت کی نماز کی ادائیگی کے لئے جانا غیر ضروری ہے، مزید یہ کہ اگر عورتیں کسی جماعت کی نماز میں شریک ہوں تو امام کا یہ نیت کرنا بھی ضروری ہے کہ اس کی اقتدا میں اس کے پیچھے عورتیں بھی نماز پڑھ رہی ہیں، اگر امام نے عورتوں کی نیت نہیں کی ہے تو احناف کے نزدیک ان عورتوں کی نماز ہی ادا نہ ہوگی)۔

س:...... اگر جماعت کی نماز شروع ہوچکی ہو اور مردوں اور بچوں کی آگے پیچھے صفیں بھی بن چکی ہوں اور اس کے بعد جماعت کی نماز میں شامل ہونے کے لئے دوسرے مرد پہنچیں تو کیا وہ بچوں کو ان کی جگہوں سے مزید پیچھے ہٹا کر جماعت میں شامل ہوں؟

ج:...... نہیں! بچوں کو ان کی صفوں میں ہی رہنے دیا جائے گا اور بعد میں آنے والے نمازی، بچوں کی صفوں کے پیچھے اپنی صفیں بنا کر نماز میں شامل ہوتے جائیں گے۔

س:...... اگر جماعت کی نماز میں تعداد میں اتنے نابالغ بچے نہ ہوں کہ ان کی مستقل صفیں بن سکیں تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

ج:...... بچے اگر سمجھ دار ہوں اور شرارت کرنے یا کھو جانے کا خوف نہ ہو تو انہیں مردوں کی صفوں میں سیدھی طرف یا اُلٹی طرف کناروں میں کھڑا کرنا بہتر اور افضل ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

ختم نبوت ترمیم کے بارہ میں

اسلام آباد ہائی کورٹ کا تفصیلی فیصلہ

قادیانیوں کو مسلمانوں میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی، ارکان پارلیمنٹ نشاندہی میں ناکام رہے، کوئی فرد، جماعت تنہا ذمہ نہیں، حلف نامہ ترمیم کیس پر 172 صفحات کا فیصلہ جاری

شناخت چھپا کر سرکاری عہدوں پر فائز قادیانیوں کے بارے میں اظہار تشویش، مشرف کے سیکریٹری نے قادیانی بھرے، واجد شمس الحسن نے مذہب چھپایا: عدالت عالیہ کے ریمارکس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اسلام آباد ہائی کورٹ نے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی دائر کردہ درخواست کا تفصیلی فیصلہ جاری کردیا ہے۔ اس فیصلہ کے چیدہ چیدہ نکات اور اس کا خلاصہ تاریخی اعتبار سے محفوظ کرنے اور افادۂ عام کی غرض سے بطور اداریہ نقل کیا جارہا ہے:

’’اسلام آباد (رپورٹ: اختر صدیقی، فیض احمد) اسلام آباد ہائی کورٹ نے ختم نبوت ترمیم کیس کے تفصیلی فیصلہ میں قرار دیا ہے کہ الیکشن ایکٹ کا بل تیار کرنے والوں نے بظاہر سوچی سمجھی کوشش کے تحت قادیانیوں کو مسلم اکثریت میں شامل کرنے اور ان کی غیر مسلم اقلیتی شناخت چھپانے کی کوشش کی۔ تشویش ناک بات یہ ہے کہ قومی اسمبلی کے اراکین اور سینیٹرز اس بات کی نشاندہی کرنے میں ناکام رہے، عدالتی فیصلے میں کہا گیا کہ ترمیم کے ضمن میں کسی ایک شخص، پارٹی یا گروپ کو ذمہ دار ٹھہرایا نہیں جاسکتا، تاہم اس سلسلے میں راجہ ظفر الحق رپورٹ اہم ہے۔ عدالت نے رپورٹ کو عام کرنے کا حکم جاری کرتے ہوئے اس کا کچھ ’’انتہائی متعلقہ حصہ‘‘ فیصلے میں شامل کیا، جس میں کہا گیا ہے کہ مسلم لیگ ن کی انوشہ رحمن اور تحریک انصاف کے شفقت محمود نے بل ری ڈرافٹ کیا۔ اس وقت کے وزیر قانون زاہد حامد نے کمیٹی کے منٹس اراکین پارلیمنٹ کو فراہم کرنے سے متعلقہ عملے کو روکا۔ فیصلے میں اپنی مذہبی شناخت چھپا کر سرکاری عہدوں پر فائز قادیانیوں کے حوالے سے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مشرف کے پرنسپل سیکریٹری طارق عزیز قادیانی تھے، جنہوں نے مختلف دفاتر اور آئینی اداروں میں قادیانیوں کو اہم عہدوں پر فائز کرایا۔ حساس معاملات پر مشاورت میں شریک رہنے والے سابق پاکستانی ہائی کمشنر واجد شمس الحق نے اپنا مذہب چھپایا اور حال ہی میں قادیانیوں کے سالانہ اجلاس میں اپنے قادیانی

ہونے کا اعتراف کیا ہے۔تفصیلات کے مطابق اسلام آباد ہائی کورٹ کے جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے 172 صفحات پر مشتمل ختم نبوت ترمیم کیس کا تفصیلی فیصلہ جاری کردیا ہے۔ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ حکومت فوری طور پر راجہ ظفرالحق کمیٹی کی رپورٹ عام کرے۔ اسلام اور آئین مذہبی آزادیوں، اقلیتوں کے تمام بنیادی حقوق کی ضمانت دیتا ہے، تاہم ہر شہری پر لازم ہے کہ وہ اپنی شناخت درست اور صحیح کوائف کے ساتھ جمع کرائے۔ کسی مسلم کو یہ اجازت نہیں کہ وہ اپنی شناخت کو غیر مسلموں میں چھپائے۔ غیر مسلم اقلیتوں کے افراد اصل شناخت چھپا کر ریاست کو دھوکا دیتے ہوئے خود کو مسلم ظاہر کرتے ہیں، اس سے نہ صرف مسائل جنم لیتے ہیں بلکہ انتہائی اہم تقاضوں سے انحراف کی راہ بھی ہموار ہوتی ہے۔ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کی جانب سے کسی سول افسر کی اس حوالے سے مزید شناخت نہ ہونے کا بیان ایک المیہ، آئین کی روح کے منافی ہے۔ ختم نبوت کا معاملہ ہمارے دین کی اساس ہے، پارلیمنٹ ختم نبوت کا تحفظ یقینی بنانے کے لئے اقدامات کرے۔ شناختی کارڈ، برتھ سرٹیفکیٹ، انتخابی فہرستوں اور پاسپورٹ کے لئے مسلم اور غیر مسلم کی مذہبی شناخت کے بیان حلفی لئے جائیں۔ سرکاری، نیم سرکاری اور حساس اداروں میں ملازمت کے لئے بھی بیان حلفی لیا جائے۔ مردم شماری اور نادرا کوائف میں شناخت چھپانے والے کی تعداد خوفناک ہے، محکمہ شہریات کے ڈیٹا میں قادیانیوں کے حوالے سے معلومات میں واضح فرق کی تحقیقات کی جائیں۔ تعلیمی اداروں میں اسلامیات پڑھانے کے لئے مسلمان ہونے کی شرط لازمی قرار دی جائے۔ شناخت کا نہ ہونا آئین کی روح کے منافی ہے۔ الیکشن ایکٹ میں ختم نبوت کے حوالے سے ترمیم کی واپسی حکومت کا احسن اقدام ہے، راجہ ظفرالحق کمیٹی نے انتہائی اعلیٰ رپورٹ مرتب کی۔ اس میں تمام پہلوؤں کا انتہائی جامعیت، دیانتداری اور دانش مندی سے احاطہ کیا گیا۔ اب یہ پارلیمان پر منحصر ہے کہ وہ اس پر مزید غور کرے۔ عدالت نے تمام وکلا، قانونی ماہرین و مذہبی اسکالرز، ڈپٹی اٹارنی جنرل ارشد محمود کیانی نے بھرپور معاونت کی۔ افسران کا تعاون بھی قابل تعریف تھا، جس سے عدالت کو صحیح فیصلے پر پہنچنے میں مدد ملی۔ فیصلے کے تحت عدالت نے تمام آئینی درخواستیں درج ذیل احکامات کے ساتھ منظور کرلی ہیں۔ عدالت نے قرار دیا کہ دین اسلام اور آئین پاکستان مذہبی آزادی سمیت اقلیتوں غیر مسلموں کے تمام بنیادی حقوق کی مکمل ضمانت فراہم کرتا ہے۔ ریاست پر لازم ہے کہ ان کی جان و مال، جائیداد اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور بطور شہری ان کے مفادات کا تحفظ کرے۔ آئین کی شق 5 کے مطابق ہر شہری کا بنیادی فرض ہے کہ وہ ریاست کا وفادار اور آئین و قانون کا پابند ہو۔ یہ فریضہ ان افراد پر بھی لازم ہے جو پاکستانی شہری نہیں لیکن یہاں موجود ہیں۔ ہر شہری کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی شناخت درست و صحیح کوائف کے ساتھ کرائے۔ کسی مسلم کو اس امر کی اجازت نہیں کہ وہ اپنی شناخت کو غیر مسلم میں چھپائے اور اس طرح کسی غیر مسلم کو یہ حق نہیں کہ وہ خود کو مسلم ظاہر کرکے اپنی پہچان اور شناخت کو چھپائے۔ ایسا کرنے والا ریاست سے دھوکا دہی کا مرتکب ہوتا ہے جو آئین پامال کرنے اور ریاست سے استحصال کے زمرے میں آتا ہے۔ آرٹیکل 260 کی ذیلی شق 3 کے جز واے اور بی میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف کو اجماع کی حیثیت حاصل ہے۔ بدقسمتی سے واضح معیار کے مطابق ضروری قانون سازی نہیں کی گئی، اسی وجہ سے غیر مسلم اقلیت کے افراد اصل شناخت چھپا کر ریاست کو دھوکا دیتے ہوئے خود کو مسلم حصہ ظاہر کرتے ہیں، جن سے نہ صرف مسائل جنم لیتے ہیں بلکہ انتہائی اہم آئینی تقاضوں سے انحراف کی راہ بھی ہموار ہوتی ہے۔ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کی جانب سے سول سروس کے کسی بھی افسر کی اس حوالے سے شناخت نہ ہونے کا بیان المیہ اور آئین کی روح و تقاضوں کے منافی ہے۔ ملک میں بیشتر اقلیتوں کے افراد اپنے ناموں و شناخت کے حوالے سے جداگانہ پہچان رکھتے ہیں، لیکن

آئین کی روح سے W.P. Nos. 3862,3847,3896 & 4093 of 2017 قرار دی گئی، ایک اقلیت اپنے ناموں اور عمومی پہچان کے حوالے سے بظاہر مختلف تشخص نہیں رکھتی، اسی وجہ سے سنگین آئینی مسئلہ جنم لیتا ہے اور وہ اپنے ناموں کی وجہ سے اپنے عقیدہ کو مخفی رکھ کر مسلم اکثریت میں شامل ہوتے اور اعلیٰ مناصب تک رسائی حاصل کر کے فوائد سمیٹتے رہتے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ اسلامیات کا مضمون پڑھانے کے لئے اساتذہ کے مسلمان ہونے کی شرط لازمی قرار دی جائے۔ بعض آئینی عہدوں پر کسی غیر مسلم کا تقرر یا انتخاب دستور کے خلاف ہے۔ پارلیمنٹ کی رکنیت سمیت محکموں کے لئے اقلیتوں کا کوٹہ بھی ہے۔ کسی بھی اقلیت سے تعلق رکھنے والا شخص اصل مذہب اور عقیدہ چھپا کر خود کو مسلم اکثریت کا جزو ظاہر کرتا ہے تو وہ آئین کے الفاظ اور روح کی صریح خلاف ورزی کرتا ہے، جسے روکنے کے لئے ضروری ہے کہ ریاست اقدامات کرے۔ آئین کی شق 6 کے مطابق ختم نبوت دین کی اساس ہے اور اس کی حفاظت ونگہبانی ہر مسلمان پر لازم ہے۔ تاریخ میں اس اساس پر حملوں کی لاتعداد مثالیں موجود ہیں۔ پارلیمنٹ عوام کا ترجمان ادارہ ہونے کی حیثیت میں اس کی پاسبان ہے۔ پارلیمان سے بھرپور بیداری اور حساسیت کی توقع رکھنا مسلمان اکثریت کا حق ہے۔ پارلیمنٹ کو ایسے اقدامات پر بھی غور کرنا چاہئے جن کے ذریعے عقیدۂ ختم نبوت پر ضرب لگانے والوں کی سازشوں کا مکمل سدباب ہو۔ نبی مہربان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین ہیں اور ان کے بعد کوئی شخص جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، خائن ودائرہ اسلام سے خارج ہے۔ آئین کے عالیہ کے طور پر بھی پڑھا جانا چاہئے، پارلیمان اس معاملہ پر غور کرنے کی مجاز ہے۔ یہ خوش آئند ہے کہ قانونی سقم سامنے آنے پر غلطی کا احساس ہوتے ہی پارلیمنٹ نے اجتماعی دانش کا مظاہرہ کرتے ہوئے قانون میں ترمیم کو آئینی تقاضوں سے ہم آہنگ کرلیا۔ سینیٹر راجہ ظفرالحق نے اپنی سربراہی میں بننے والی کمیٹی کی جانب سے انتہائی اعلیٰ رپورٹ مرتب کی جس میں معاملے کے تمام پہلوؤں کا انتہائی جامعیت، دیانت داری اور دانشمندی کے ساتھ احاطہ کرتے ہوئے منفی تاثرات کو زائل کیا۔ اب یہ پارلیمان پر منحصر ہے کہ وہ اس معاملہ پر مزید غور کرے یا اجتناب۔ ریاست کے لئے لازم ہے کہ وہ سواد اعظم کے حقوق، احساسات اور مذہبی عقائد کا خیال رکھے۔ آئین کے ذریعہ قرار دیئے گئے ریاست کے مذہب ’’اسلام‘‘ کے مطابق اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا اہتمام کرے۔ ان اقدامات کا مقصد معاشرے کو انتشار سے بچانا اور آئینی تقاضوں کے مطابق جداگانہ مذہبی شناخت رکھنے والی تمام اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ ہے، جو شہری ہونے کے ناتے انہیں حاصل ہیں۔ عدالت حکم جاری کرتی ہے کہ شناختی کارڈ، پیدائشی سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ کے حصول اور انتخابی فہرستوں میں اندراج کے لئے درخواست گزاروں سے آئینی شق 260 ذیلی شق 3 جزو اے و بی میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف پر مبنی بیان حلفی لازمی قرار دیا جائے۔ سرکاری ونیم سرکاری محکموں بشمول عدلیہ، مسلح افواج، سول سروسز میں ملازمت کے لئے بھی یہی بیان حلفی مشروط کیا جائے۔ نادرا اپنے قواعد میں کسی شہری کی طرف سے درج شدہ کوائف، بالخصوص مذہب کے حوالہ سے درستی کے لئے مدت کا تعین کرے۔ مقننہ آئینی تقاضوں، سپریم کورٹ کے فیصلہ 1993SCMR1748 اور عدالت عالیہ لاہور کے فیصلہ PLD 1992 Lah 1 میں طے شدہ بنیادوں کو روبہ عمل لانے کے لئے ضروری قانون سازی کرے۔ ایسی تمام اصطلاحات جو اسلام ومسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں، انہیں کسی اقلیت سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنی پہچان چھپانے کی غرض یا دیگر مقاصد کے لئے استعمال سے روکنے کے لئے قوانین میں ضروری ترمیم اور اضافہ کرے۔ حکومت اس بات کا خصوصی اہتمام کرے کہ ریاست کے تمام شہریوں کے درست کوائف موجود ہوں اور کسی بھی شہری کے لئے اپنی اصل پہچان اور شناخت چھپانا ممکن نہ

ہوسکے۔ نادرا میں قادیانیوں مرزائیوں کی درج شدہ تعداد مردم شماری سے جمع اعداد وشمار میں نمایاں فرق کی فوری تحقیقات کی جائیں۔

جسٹس شوکت صدیقی نے فیصلے میں قرار دیا کہ پرویز مشرف کے پرنسپل سیکریٹری طارق عزیز قادیانی تھے، جنھوں نے مختلف دفاتر اور آئینی اداروں میں قادیانیوں کو اہم عہدوں پر فائز کرایا، وہ حساس امور میں مشاورت کا حصہ تھے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتنے پاکستانی جانتے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر کا پرنسپل سیکریٹری طارق عزیز آرٹیکل 260(3)(a)(b) کے تحت مسلمان تھا یا غیر مسلم؟ حال ہی میں برطانیہ میں قادیانیوں کے سالانہ جلسے سے خطاب کرتے ہوئے واجد شمس الحسن نے خطاب کے دوران اپنے قادیانیوں ہونے کا اعتراف کیا۔ عدالت نے راجہ ظفرالحق کمیٹی کی رپورٹ کے پیراگراف نمبر 9 کو فیصلے میں شامل کیا۔ رپورٹ کے مطابق الیکشن ایکٹ کی کمیٹی میں طے ہوا تھا کہ کمیٹی کے تمام منٹس تمام اراکین کو دینا ہیں مگر سابق وفاقی وزیر قانون زاہد حامد یہ سب چھپانا چاہتے تھے۔ 24 مئی کے اجلاس میں الیکشن بل زیر بحث آیا۔ نواز لیگ کی انوشہ رحمٰن اور تحریک انصاف کے شفقت محمود نے بل کوری ڈرافٹ کیا۔ انوشہ رحمٰن کو فارم کا مسودہ نظر ثانی کے لئے دیا گیا۔ اگلے اجلاس میں انوشہ رحمٰن نے نظر ثانی شدہ فارم پیش کیا، جسے جانچ پڑتال کی ہدایت کے ساتھ منظور کیا گیا۔ ذیلی کمیٹی کی میٹنگ نمبر 91 میں 24 مئی 2017ء کو انوشہ رحمٰن وشفقت محمود کی ذمہ داری لگائی گئی کہ وہ مجوزہ قانون سازی کا جائزہ لیں۔ کمیٹی نے 31 مئی 2017ء کو ہونے والے اجلاس میں انوشہ رحمٰن کے منظور کردہ سرخ رنگ سے ڈرافٹ کردہ فارم کو منظور کیا کہ اسے مزید پڑتال کے لئے وزیر قانون زاہد حامد کو بھجوایا جائے۔ اس پر اسپیکر قومی اسمبلی نے تمام پارلیمانی جماعتوں کے سربراہوں سے رابطہ کرکے حساس معاملے کے بارے میں توجہ دلانے کے لئے 4 اکتوبر 2017ء کو اجلاس بلانے پر آمادہ کیا۔ تمام پارلیمانی پارٹیوں نے ابتدا میں آرٹیکل 7 بی اور 7 سی جنرل الیکشن آرڈر 2002ء کو اس کی اصل شکل میں بحال کرنے کی آمادگی ظاہر کرتے ہوئے ترمیم منظور کی اور اسے پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا اور آرٹیکل 7 بی اور 7 سی جنرل الیکشن آرڈر 2002ء کو اصل شکل میں بحال کرکے الیکشن ایکٹ 2017ء کا حصہ بنادیا گیا اور اس میں نئی شق 48 اے بھی منظور کی گئی۔ زاہد حامد انتخابی اصلاحات کمیٹی کے کنوینر بھی تھے، جنہوں نے ایک اجلاس میں تسلیم کیا کہ بل کے ڈرافٹ کے معاملے میں ابتدائی ذمہ داری انہی کی تھی تاہم ڈرافٹ صحیح نہ بن سکا اور وہ اپنے قانونی تجربے اور زبان کی کمانڈ کے باوجود اپنی ذمہ داری ادا کرنے میں ناکام رہے، کمیٹی کے 193 اجلاس میں یہ بھی معلوم ہوا کہ کمیٹی کے جو منٹس ممبران اسمبلی کو دیئے گئے، ان میں کاغذات نامزدگی بھی شامل تھا۔ زاہد حامد نے اس کے منٹس کو قومی اسمبلی کے ارکان کو دینے سے سرکاری طور پر روکا تھا۔ رپورٹ کے مطابق یہ بھی حقیقی طور پر سابق وفاقی وزیر قانون زاہد حامد کی ناکامی ہے۔ کمیٹی کے اجلاس میں جب بل کا ڈرافٹ پیش کیا گیا تو اس وقت پارلیمانی جماعتوں کے تمام نمائندے موجود تھے تاہم کسی نے بھی ختم نبوت کے معاملے میں تبدیلی کا خیال نہیں کیا۔" (روزنامہ امت کراچی، ۵ رجولائی ۲۰۱۸ء)

اللہ تبارک وتعالیٰ اسلام آباد ہائی کورٹ کے محترم جج جناب شوکت عزیز صدیقی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی سے اس مقدمہ کو چلایا اور یہ تفصیلی فیصلہ جاری فرمایا۔ حکومت پاکستان سے بھی درخواست ہے کہ وہ اس مقدمہ کے مندرجات کو روبہ عمل لائے اور جج صاحب کی ہدایات کے مطابق قانون سازی کے مراحل سے اس فیصلہ کو گزارے، تاکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین اور قانون کی روح کے مطابق اس پر عمل ہو اور ہمارے وقار اور مرتبہ میں اضافہ ہو۔ ان ارید الا الاصلاح ماستطعت وما توفیقی الا باللہ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

زادِ سفر

حجاج کرام کے لئے

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

ترا جب سامنا ہوگا تڑپ اُٹھے گا میرا دل
مری آنکھوں سے اشکِ غم مسلسل بہہ رہا ہوگا
ندامت کے پسینے میری پیشانی پہ اُبھریں گے
مرا دل اپنی عصیاں پروری پر جل اُٹھا ہوگا
لپٹ کر تیرے دامن سے کہوں گا اپنی سب حالت
نہ جانے کس طرح مجھ سے بیانِ مدعا ہوگا

پروانہ شمع نبوت مولانا احمد عروج قادری مرحوم کے یہ اشعار عازمین حرم کے جذبات واحساسات کی کیسی خوب ترجمانی ہے! حرم کعبہ کیا ہے؟ تجلیات اِلٰہی کا مظہر جلیل، اہلِ ایمان کے احترام وتقدیس کا دُنیا میں سب سے بڑا مرکز، اُمت مسلمہ کی وحدت و اِجتماعیت کا نشانِ عالی شان، جہاں پہنچ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا اس نے بارگاہ ربانی کی چوکھٹ پر اپنی پیشانی رکھ دی ہے اور اس کے گناہ گار ہاتھوں میں کعبہ کا غلاف نہیں؛ بلکہ خدائے رحیم وکریم کا دامن رحمت آ گیا ہے، جہاں عاصی ونافرمان پیشانیوں میں بھی سجدے مچلنے لگتے ہیں اور جہاں گنگ زبانیں بھی خدائے ذوالجلال سے ہم کلام ہونا چاہتی ہیں، مکہ مکرمہ سے قریب ہی شہر جاناں "مدینہ منورہ" ہے، یہاں کعبہ ابراہیمی تو موجود نہیں اور قبلۂ عبادت بھی یہ نہیں ہے، لیکن یہ مسلمانوں کا کعبہ محبت اور قبلۂ مقصود ہے، جس کے ذرّہ ذرّہ سے محبت کی بوئے شمیم اُٹھتی ہے اور ہر مسلمان کے مشامِ جان کو عطر بیز کر دیتی ہے، جس کا تصور بھی قلب کے لئے سامانِ سکون ہے اور جس کی گردِ راہ چشمِ محبت کا سرمہ اور مریضِ عشق کے لئے اکسیر ہے، کہنے والے نے خوب کہا ہے:

تمنا ہے درختوں پہ ترے روضہ کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ رُوحِ مقید کا

کہ اسی کی آغوش میں وہ پاک اور عظیم ہستی آسودۂ خواب ہے، جس کی غلامی کا طوق بادشاہوں کے لئے تمغۂ افتخار اور وسیلۂ عزت ووقار ہے، پھر اسی شہر جاناں میں شمع نبوت کے ہزاروں پروانے آرام فرما ہیں، یہاں کی فضاؤں میں بھی جاں نثارانِ اسلام اور فدا کارانِ محمدی کے لہو کی خوشبو رچی بسی ہے:

یہ بلبلوں کا صبا مشہد مقدس ہے
قدم سنبھال کے رکھیو، یہ تیرا باغ نہیں!

کتنے خوش بخت اور سعادت نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اس دیارِ مقدس میں حاضری کا اور اس کوچہ محبت میں دیدۂ دل بچھانے کا شرف حاصل ہوا، کہ اگر انسان یہاں سر کے بل چل کر جائے، تب بھی شاید اس زمین کے تقدس کا حق اُدا نہ ہو، جہاں امام مالکؒ پوری زندگی رہنے کے باوجود ہمیشہ برہنہ پا چلا کئے اور چپل پہننا گوارہ نہیں فرمایا، اس سعادت کا حال اُن عاشقانِ نامراد سے پوچھا چاہئے جن کے سینوں میں تمنائیں کروٹ لیتی ہیں اور بعض دفعہ یہ آرزو اور اِشتیاق موتی بن کر دیدۂ دل سے دیدۂ چشم تک پہنچ جاتا ہے، لیکن ان کے خواب تشنہ تعبیر رہ جاتے ہیں، شاید ان کی یہ چاہت اور آرزو ہی ان کے حق میں حرمین شریفین کی حاضری کا بدل بن جائے کہ لذتِ ہجر کا مقام لذتِ وصال سے بھی سوا ہے۔

لیکن جیسے زیارتِ حرمین کی سعادت "سعادتِ عظمیٰ" ہے، اِسی طرح اُسی قدر اس کی رعایت اور پاس ولحاظ بھی ضروری ہے، جو نعمت جتنی بڑی ہوتی ہے، اس کی ناقدری اور مرتبہ ناشناسی اسی قدر نقصان دہ بھی ہوتی ہے، اس لئے جو لوگ حج کو جائیں، ضرور ہے کہ ان آداب کی رعایت بھی رکھیں، جو اس سفر سعادت اور سفر شوق ومحبت کے لئے مطلوب ہیں اور یہی ان کا اصل توشۂ سفر ہے، ایسا نہ ہو کہ دُنیا کی متاعِ حقیر اور مادّی توشۂ سفر سے تو آپ خوب آراستہ ہوں، لیکن جو سامانِ سفر اس سے زیادہ اہم ہے اور جو قلب ورُوح کی غذا ہے، اسی سے آپ محروم ہوں، راحت وآسائش کے سامان کہیں بھی خریدے جاسکتے ہیں اور قرار وسکون کے لمحات کے لئے ساری عمر پڑی ہے، لیکن جب آپ بے قراری کے خریدار ہیں اور خدا کی راہ میں تڑپنے اور بے سکون ہونے کی راہ منتخب کر رہے ہیں، تو ضروری ہے کہ پہلے دل و رُوح کے لئے توشۂ سفر تیار کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نوجوان آئے اور عرض کیا کہ میں حج کے لئے نکل رہا ہوں، آپ تھوڑی دُور اُن کے ساتھ ساتھ چلے، پھر سر مبارک اُٹھایا اور اُس نوجوان سے مخاطب ہوتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

"یا غلام! قبل اللّٰہ حجتک و کفر ذنبک واخلف نفقتک۔"

(مجمع الزوائد، عن ابن عمر: ۳/۱۱۲)

ترجمہ: "اے لڑکے! اللہ تمہارا حج قبول فرمائے، تمہارے گناہ معاف کرے اور تمہارے اخراجات کا بدل عطا کرے۔"

دیکھا آپ نے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عازمِ حج کو جو زادِ سفر عطا کیا، وہ تقویٰ اور دعا کا تھا، تقویٰ گناہوں اور اللہ کو ناراض کرنے والی باتوں سے

اپنے آپ کو بچانے کا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ حج خالص اور غیر مشتبہ مال سے کیا جائے اور حرام تو کجا! انسان اپنے آپ کو مشکوک سے بھی بچائے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”جس نے حرام کمائی سے بیت اللہ شریف کا ارادہ کیا، تو جب وہ احرام باندھتا ہے، اپنا پاؤں رکاب میں رکھتا ہے اور سواری اسے لے کر چلتی ہے، پھر وہ کہتا ہے: لبیک اللّٰھم لبیک! تو آسمان سے ایک نداء دینے والا ندا لگاتا ہے: لا لبیک و لا سعدیک (تمہاری حاضری قبول نہیں) تمہاری کمائی حرام، تمہارا توشۂ سفر حرام اور تمہاری سواری حرام، گناہوں کا بوجھ لے کر اور اجر و ثواب سے محروم لوٹ جاؤ اور ایسی خبر سنو جو تم کو غمگین کرے اور جب حاجی مالِ حلال کے ذریعہ سفر شروع کرتا ہے، اپنا پاؤں رکاب میں رکھتا ہے اور سواری اسے لے کر چلتی ہے، پھر وہ کہتا ہے: لبیک اللّٰھم لبیک! تو منادی آسمان سے ندائے غیبی لگاتا ہے: لبیک و سعدیک (میں نے تمہارا آنا قبول کیا) تمہاری سواری حلال ہے، تمہارا کپڑا حلال ہے اور تمہارا توشۂ سفر حلال ہے، اجر کے ساتھ گناہ کے بوجھ سے محفوظ لوٹ جاؤ اور ایسی خبر سنو جو تمہارے لئے خوش کن ہو۔“

(مجمع الزوائد: ۳/۲۰۹-۲۱۰، باب فی الحج والاحرام)

سود کا پیسہ ہو، رشوت کی رقم ہو، ناجائز تجارت یا ملازمت کی آمدنی ہو، زمینوں پر غاصبانہ قبضہ کر کے اسے فروخت کیا گیا ہو، شادی میں بیوی یا بہو کے والدین سے رقمیں اینٹھی گئی ہوں، بہنوں کو میراث سے محروم کر کے جائیداد بڑھائی گئی ہو، یا کسی اور طور پر مال حرام حاصل کیا گیا ہو، تو ان کو حج میں استعمال کرنا جائز ہے اور نہ یہ دُرست ہے کہ حاجی اپنے کاندھوں پر یہ بارِ گناہ رکھ کر ساتھ لے جائے اور اس سے تائب نہ ہو۔

حج کے ذریعہ مؤمن کی نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور ایمان کی تجدید عمل میں آتی ہے، اسی لئے اسلام کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلے گناہوں کو ختم کرنے والا قرار دیا ہے اور حج کو بھی!

نئی زندگی کے لئے زندگی میں انقلاب اور صالح تبدیلی کا آنا ضروری ہے اور اس انقلاب کی ابتداء توبہ سے ہوتی ہے، توبہ کیا ہے؟ اپنے گناہوں پر شرمساری اور اس کی تلافی کی کوشش، خاص کر جہاں لوگوں کے حقوق کا معاملہ ہو، وہاں ضروری ہے کہ حقوق کو ادا کیا جائے یا حقوق معاف کرائے جائیں، ورنہ ایسا نہ ہو کہ آپ کہیں: خداوندا! میں حاضر ہوں اور خدا کی طرف سے جواب آئے: بندے! تیری حاضری قبول نہیں، یہ کیسی محرومی و نامرادی اور کم نصیبی و بدبختی ہوگی؟

حج کا مقصد رُوح کو غذا پہنچانا اور اس کے لئے قوت و تازگی کا سرو سامان مہیا کرنا ہے، اگر انسان وہاں پہنچ کر بھی سامانِ دُنیا کی خریداری کے لئے بے چین ہو اور لوگوں کے لئے دعاؤں اور نیک تمناؤں کی سوغات لے جانے کی بجائے کپڑے اور میووں کا تحفہ خریدتا پھرے، تو اس سے زیادہ ناموزوں بات اور کیا ہوگی؟ یہ متاع ناپائیدار تو ہر جگہ میسر ہے، وہاں تو دین و ایمان کی متاعِ گراں مایہ جمع کرنی ہے، لیکن افسوس! کہ ارکانِ حج پورے بھی نہیں ہوتے ہیں کہ بہت سے حجاج واپسی کا اور واپس ہوتے ہوئے اپنے قرابت داروں اور رشتہ داروں کے لئے تحائف کے خریدنے کا پروگرام بنانا شروع کردیتے ہیں، حج کا اصل تحفہ دُعا ہے اور میسر ہو تو ارضِ مبارک کے تبرکات ”زمزم، کھجور“ اور بس!

اللہ کا شکر ہے کہ حجاج کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے، حج کی مشقتیں بھی نسبتاً کم ہوتی جاتی ہیں، کسی زمانہ میں حج کو بڑھاپے کی عبادت سمجھا جاتا تھا، لیکن آج نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد حج کا سفر کرتی ہے، لیکن اُمت کی ذلت و رُسوائی اور اس کی حرماں نصیبی بھی ہے کہ بڑھتی جاتی ہے، ہماری دُعائیں، ہماری التجائیں اور آہ و زاریاں لگتا ہے کہ بارگاہِ ربانی سے واپس کردی جاتی ہیں، آخر یہ کیوں ہے؟ اس لئے کہ ہماری عبادتیں بے رُوح ہوگئی ہیں، وہ اخلاص و اہتمام سے عاری ہیں، اسی لئے وہ بے تاثیر ہوگئی ہیں؛ کیوں کہ جو صورتیں حقیقت سے محروم ہوں، وہ بے تاثیر ہوا کرتی ہیں۔

☆☆......☆☆

قادیانیوں کو بطور مسلمان ووٹ کی اجازت دینے کا مطالبہ شرانگیز قرار

راولپنڈی (خبر نگار خصوصی) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی نے مغربی این جی او ”ہیومن رائٹس واچ“ کی طرف سے قادیانیوں کو مسلمان تسلیم کرنے اور بطور مسلمان، ان کو الیکشن میں ووٹ کاسٹ کرنے کی اجازت دینے کے مطالبے کو شرانگیز قرار دیتے ہوئے اسے مکمل طور پر مسترد کیا ہے اور کہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں کی روشنی میں قادیانی گروہ خود کو امت مسلمہ سے الگ کر چکا ہے۔

(روزنامہ امت کراچی، ۵/جولائی ۲۰۱۸ء)

مہتممین اور علماء وطلباء کی ذمہ داریاں

ایک خط کا جواب

”بخدمت جناب شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم العالیہ (صدر وفاق المدارس العربیہ ملتان، پاکستان)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اُمید ہے حضرت والا بخیر وعافیت ہوں گے!

عرض یہ ہے کہ خدمت اقدس میں دو سوالات حاضر کر رہا ہوں، امید ہے تفصیلی جواب عنایت فرمائیں گے، راقم چوں کہ فاضل درسِ نظامی ہے اور حالا درجہ کتب کا مدرّس بھی ہے، الحمدللہ! اسی بنا پر عرض کرتا ہے:

ا:.....مدارسِ دینیہ کے ذمہ داران (مہتممین و منتظمین) پر عائد ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اور ان کے نام اہم پیغام ارشاد فرمائیں۔

۲:.....دورِ حاضر میں علماء کرام وطلباءِ عظام پر عائد ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ان کے لئے کوئی اہم پیغام ارشاد فرمائیں، جو کہ ہم سب کے لئے مشعلِ راہ ہو۔

امید ہے تفصیلی جواب ارشاد فرما کر حوصلہ افزائی فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وسلامتی میں رکھے اور میرے لئے بھی دُعا فرمائیں، جزاکم اللہ تعالیٰ خیرالجزاء.....والسلام: ابومحمد حسان عالم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب ابومحمد حسان عالم صاحب سلّمہ!......

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے دو سوالات بظاہر مختصر مگر طویل ترین ہیں، اختصار کے ساتھ جواب عرض کرتا ہوں:

ا.....مدارسِ دینیہ کے ذمہ داران پر لازم ہے کہ وہ اپنی حیثیت اور ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کریں، مدارس کے ذمہ داران مدرسہ اور مدرسہ کے تمام امور، املاک اور اموال ومفادات کے امین ہیں، تمام پہلوؤں میں امانتی اصولوں کو ملحوظ رکھیں، بالخصوص:

الف:.....مدرسہ، پڑھنے پڑھانے کے مقام کا نام ہے، مدرسہ کو غیر درسی سرگرمیوں سے دُور رکھیں اور خالص ”تعلیمی ادارہ“ کے طور پر چلائیں، تعلیمی کارکردگی بہتر کرنے کو بنیادی ہدف بنائیں، بصورتِ دیگر مدرسہ کے ذمہ داران کا کردار غیر نصابی سرگرمی تک محدود نہیں رہے گا، بلکہ خیانت کا اِرتکاب بھی شمار ہوگا، جو امانتی عہدوں کے لئے نااہلی کا باعث شمار ہوتا ہے۔

ب:.....مدارس کے اموال اصطلاحی لحاظ سے اجتماعی مال، قومی مال، یا مال اللہ کہلاتے ہیں، اُن میں امانتی اصول اور مصارف ومدات کا بھرپور لحاظ رکھا جائے، یہاں معمولی کوتاہی غبن اور غلول کے سنگین جرم کا پیش خیمہ ثابت ہوگی اور خدانخواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت بنوری رحمہ اللہ کے بقول: جس مال کی بدولت مدارس کو مال دینے والے تو جنت میں جائیں اور مدارس کے ذمہ داران اپنی کوتاہی اور غفلت کی وجہ سے جہنم میں جانے کا سامان بنا رہے ہوں، ”ولا سمح اللہ!“ جہاں اس نوعیت کی کوتاہیاں پائی جاتی ہوں، وہاں شرعی وقانونی لحاظ سے اِنتظامیہ کی اہلیت پر سوالیہ نشان اُٹھتا ہے۔

۲.....دورِ حاضر میں علمائے اسلام اور طلبائے دین پر ایک ذمہ داری یہ عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے فرائضِ منصبی سے آگاہی حاصل کریں اور اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کریں، علماء انبیاء کے وارث ہیں، دینیات کی تبلیغ و تعلیم اس وراثت کا بنیادی تقاضا اور فریضہ ہے، اپنی توانائیاں اس پر مرکوز رکھیں جب کہ طلبائے دین کا لفظی ومنصبی تقاضا یہ ہے کہ اُن کی نیت، محنت اور مشغولیت دین کی طلب پر مرکوز ہو، اس طلب کے ساتھ کسی اور سرگرمی، محنت وطلب کو شامل نہ کریں، سوائے عمل کے جو علم کا مقصد ہے، اپنے فرائض و مناصب کی پہچان اور اپنے مقاصد ومنازل کی پہچان کے نتیجہ میں ہم اس فتنہ کے دور میں حفاظت دین اور تبلیغ دین کے اعزاز سے ہم کنار ہوسکتے ہیں، بصورتِ دیگر انتہائی مشکل ہے۔

علماء وطلباء کی دوسری ذمہ داری جو پہلی ذمہ داری کی طرح انتہائی اہم ہے وہ یہ کہ: ہمیں اپنے میدانِ عمل اور مقاصدِ علم سے دُور رکھنے کے لئے طرح طرح کے حربے استعمال کئے جارہے ہیں، بطورِ خاص جذباتیت اور جدیدیت کے ذریعہ ہمیں تباہ کرنے کی شبانہ روز تدبیریں ہورہی ہیں اور علماء و طلباء شعوری و لاشعوری طور پر اس کا شکار ہوتے جارہے ہیں، جس سے ہمارے پڑھنے پڑھانے کے مقاصد تو فوت ہو ہی رہے ہیں، اُلٹا ہم دینی ودُنیوی لحاظ سے تباہی کی طرف برق رفتاری سے بڑھ رہے ہیں۔ علماء وطلباء سے دردمندانہ گزارش ہے کہ وہ ان اِشارات کو سمجھیں اور اپنا فکری وعملی رُخ دُرست رکھنے کے لئے بیدار رہیں، اپنے دینی تشخص کو زندہ وباقی رکھنے کے لئے ہرممکن کوشش کریں۔ وصلی اللہ وسلم علی المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین!

فقط والسلام

عبدالرزاق اسکندر

(ماہنامہ وفاق المدارس، رمضان ۱۴۳۹ھ)

جدید وقدیم فضلاء سے چند گزارشات

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
(امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

دینی مدارس میں تعلیم کا ایک برس گزر گیا، بہت سے طلباء نے دستار فضیلت اپنے سر پر باندھی، بے شمار طلبائے علم دین نے ایک قدم آگے بڑھا کر اگلے درجہ میں پہنچنے کا اعزاز حاصل کیا...... فَہَنِیْئاً لِاَرْبَابِ النَّعِیْمِ نَعِیْمُہَا!

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جب ''فضیلت'' کا اعزاز حاصل ہوتا ہے تو اپنے ساتھ حقوق و واجبات کی ادائیگی کا بوجھ بھی لاتا ہے۔ فاضل ہو جانے کا مطلب محض ''مولوی'' یا ''عالم'' بن جانا نہیں۔ آپ نے جو علم حاصل کیا ہے اس کا ایک سلسلہ ہے، اس کی ایک سند اور ایک روایت ہے۔ ہماری اسناد میں اپنے اساتذہ کے بعد حضرت مولانا سلیم اللہ خان، حضرت مولانا عبدالحق، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی، حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہم اللہ...... اور ان کے بھی اکابر و اسلاف کے بڑے بڑے نام آتے ہیں۔

یہ تمام حضرات اپنی ذات میں محض ایک شخص یا ایک فرد نہیں تھے بلکہ اپنی ذات میں انجمن، ہمہ گیر اور ہمہ جہت شخصیت ہوتے تھے۔ آج جو برصغیر پاک و ہند میں دینی مدارس کا جال بچھا نظر آتا ہے۔ اور سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں طلبائے علم دین قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کرتے نظر آتے ہیں، یہ ہمارے انہی اکابر کی اَن تھک محنت اور جہد و مساعی کا نتیجہ و ثمرہ ہیں۔

دستار فضیلت حاصل کرنے والا ''مولوی''

جب مدرسہ کی زندگی سے باہر کی دُنیا میں قدم رکھتا ہے تو اس کا علم اور اس کی نسبتیں اس کے سامنے کچھ تقاضے اور مطالبے رکھتی ہیں؟! دُنیا کمانے اور دُنیا کے دھندوں میں مشغول ہونے کے تقاضے نہیں، بلکہ جس دین کو اُس نے کم و بیش دس برس پڑھا اور سمجھا...... اس کی نشر و اشاعت، تعلیم و تبلیغ اور اس کی حفاظت کا مطالبہ اس کے سامنے رکھتی ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے: ''العلماء ورثة الانبياء'' تو وراثت انبیاء درہم و دنانیر نہیں بلکہ یہ دین ہی ہے، جسے اب آپ نے آگے پڑھانا اور سمجھانا ہے۔ یہ بھی جاننا چاہیے کہ اب یہ معاملہ اختیاری نہیں، لازمی ہے۔

صاحب ''معارف الحدیث'' نے اپنی کتاب میں بخاری و طبرانی کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے...... حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی الخزاعی اپنے والد ابزی الخزاعی سے روایت کرتے ہیں:

''ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے بعض گروہوں کی تعریف فرمائی (کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہیں) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بعض دُوسرے گروہوں کے بارے میں بطور تنبیہ) فرمایا کہ کیا حال ہے اُن لوگوں کا جو اپنے پڑوس والے (دین سے ناواقف مسلمانوں کو) دین نہیں سمجھاتے اور دین کی تعلیم نہیں دیتے اور کیا حال ہے ان لوگوں کا (جو دین سے واقف نہیں) اپنے پڑوس میں رہنے والے (دین سے واقف مسلمانوں سے) دین سیکھنے اور اس کی سمجھ بوجھ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے؟! (اس کے بعد بطور تاکید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کی سمجھ رکھنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا) کہ وہ لوگ اپنے پڑوسیوں کو لازماً دین سکھانے اور دین کی سمجھ بوجھ ان میں پیدا کرنے کی کوشش کریں اور ان میں وعظ و نصیحت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کریں۔ اور (دین سے ناواقف لوگوں کو) میری تاکید ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھیں، اور اس کی سمجھ بوجھ حاصل کریں اور ان کے وعظ و نصیحت سے استفادہ کیا کریں، ورنہ میں ان کو دنیا میں ہی سزا دلواؤں گا۔''

اس حدیث شریف میں تین باتیں ارشاد ہوئی ہیں اور اُسلوب تاکید و ترہیب کا ہے۔

ا...... علم دین کو آگے پھیلانا۔ یہ عالم کی ذمہ داری ہے۔

۲......علم دین حاصل کرنا۔ یہ عامی کی ذمہ داری ہے۔

۳......جو شخص ان دو طبقوں میں سے کسی میں نہ ہو اس کے لئے اسی دنیا میں ''سزا'' کی وعید۔

یہ بیان زبانِ نبوت سے ارشاد ہوا ہے، اور اس سے دینی تعلیم وتعلّم کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ یہ کس قدر ضروری معاملہ ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ جو دستارِ فضیلت فضلاء جدید کے سروں پر سجائی گئی ہے یہ محض دو ڈھائی گز کا کپڑا نہیں بلکہ ایک عہد اور ادائیگیٔ فرض کی علامتی ذمہ داری ہے۔ یہ دستارِ فضیلت اس بات کی بھی علامت ہے کہ وہ امانت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سپرد فرمائی تھی، صحابہؓ نے تابعین کرام کو اور اُنہوں نے تبع تابعینؒ کے سپرد کی تھی...... یہی امانت آپ کے اساتذہ کرام نے آپ کے سپرد کردی ہے، اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ اسے آگے منتقل کریں۔

آج ہم جس ماحول میں جی رہے ہیں، ایمان وعمل اور عقائد ونظریات کی آزمائش کا دور ہے۔ طرح طرح کے زہرناک فتنے جنم لے رہے ہیں۔ بے دینی اور خدا بے زاری کا سیلاب ہے جو ہمارے معاشروں کو خس وخاشاک کی طرح بہائے لے جارہا ہے۔ یہ بے دینی ہمارے معاشروں میں از خود اثر ونفوذ حاصل نہیں کررہی بلکہ بالادست قوتیں اس کی مکمل پشت پناہی کررہی ہیں۔ ذرائع نشر و اشاعت، نصابِ تعلیم، نظامِ تعلیم، معاشی سرگرمیاں......سب لادین نظریات کے سائے میں پروان چڑھ رہے ہیں...... سیکولر این جی اوز نے اپنے تمام مادی وسائل، اپنی فکری کاوشوں اور جسمانی صلاحیتوں کو سیکولرازم اور لبرل ازم کے عروج ونفوذ کے لئے جھونک دیا ہے۔ ہمارے معاشرہ کے بیشتر افراد ان مسموم ہواؤں سے نہ صرف متأثر ہورہے ہیں، بلکہ وہ ایک ایک کرکے عقیدہ وایمان، اخلاق اقدار، دینی اوصاف اور اعلیٰ اِنسانی کردار سے محروم ہوتے چلے جارہے ہیں۔

یہ حالات حاملانِ علم دین سے خاص کردار کا تقاضا کررہے ہیں، اور وہ ہے دعوتِ دین اور تعلیم دین کے لئے اپنی کوششوں کو صرف کرنا۔ بلاشبہ ''مدرسہ'' کی چار دیواری میں ایک خاص نظم کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے، لیکن تعلیم وتعلّم کا یہ سلسلہ کسی چاردیواری کا محتاج نہیں، ہمیں داعی اور معلّم کا کردار اپنے گھر میں، اپنے محلّہ میں، اپنی مسجد میں نبھانا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ گرامی ''بلغوا عنی ولو آیۃ'' اس کردار کو متعین کرتا ہے۔

جدید فضلاء ہوں یا قدیم وہ اس ذمہ داری کو محسوس کریں، وہ کسی مسجد کے امام یا خطیب ہیں تو کسی مادی اجر کی اُمید رکھے بغیر زیادہ سے زیادہ درسِ قرآن وحدیث کے حلقے قائم کریں۔ وہ امام یا خطیب نہیں تو اپنے گھر کی بیٹھک کو ''مدرسہ'' بنالیں اور محلّہ کے بچوں کو ناظرہ قرآن، ترجمہ قرآن، اور منتخب اُحادیث کے اسباق کے ساتھ اسلامی عقائد اور دینی مسائل سے روشناس کرائیں۔ دینی مدارس کی فاضلات بھی اس سلسلہ میں اہم کردار ادا کرسکتی ہیں، وہ محلّہ کی بچیوں کو اپنے گھروں میں قرآن پاک کی تعلیم دیں، سالانہ شعبان ورمضان کی چھٹیوں میں جب کہ اسکول وکالج کے طلباء کو بھی رُخصت ہوگی اس کام کو ایک مہم کے طور پر کیا جاسکتا ہے، البتہ اس میں کامیابی تب ہوگی جب اخلاص نیت ہو اور اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہ کا جذبہ کامل ہو۔ یہ بہت بنیادی کام ہے، لیکن محبت واخوت، مشفقانہ لب ولہجہ اور دردمندی سے کرنے کا کام ہے۔

الحمدللہ! ہمارے مدارس سے ہر سال ہزاروں طلبہ وطالبات علم دین کی تکمیل کرکے باہر نکلتے ہیں۔ ان میں سے اگر ایک معتد بہ تعداد اس جذبہ کے ساتھ کام کا آغاز کرے، محنت، لگن اور شوق کو اپنا ہتھیار بنائے تو ان شاء اللہ بے دینی کے سیلاب کے سامنے کسی حد تک بند باندھا جاسکتا ہے...... وما علینا الا البلاغ المبین۔

(ماہنامہ وفاق المدارس، شعبان، ۱۴۳۹ھ)

عزیزی احسان احمد کی شادی خانہ آبادی

راقم الحروف کے سب سے چھوٹے بیٹے قاضی احسان رشتہ ازدواج سے منسلک ہوگئے۔ ۲۳؍جون کو عشاء کی نماز کے بعد نکاح مسنونہ ہوا۔ خطبہ نکاح عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم نے پڑھا۔

۲۴؍جون ۲۰۱۸ء کو ظہر کی نماز کے بعد صدیق آباد بستی مٹھو شجاع آباد میں دعوت ولیمہ میں شہر کے علماء کرام اور برادری کے افراد نے کثرت سے شرکت کی۔ عقد نکاح راقم کے برادر خورد حاجی محمد یعقوب سلمہ کی لخت جگر نور نظر کے ساتھ ہوا۔

اللہ پاک اس عقد مسنونہ کو فریقین کے لئے باعث راحت بنائے اور نوبیاہتا جوڑے کو عمر دراز نصیب فرمائے اور اولاد صالحہ سے سرفراز فرمائے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

انتخابی امیدواروں سے دینی وقومی تقاضوں کی پاسداری کا وعدہ لیا جائے!

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

بحمد اللہ تعالیٰ پاکستان شریعت کونسل کی اس تجویز کو مسلسل پذیرائی حاصل ہورہی ہے کہ انتخابی امیدواروں سے دینی وقومی مقاصد کے لئے تحریری وعدہ لینے کا ماحول پیدا کیا جائے تاکہ الیکشن کے اصل مقاصد کی طرف ملک کے منتخب نمائندوں کو توجہ دلائی جاسکے اور جس کام کے لئے انہیں منتخب کیا جاتا ہے متعلقہ اسمبلیوں میں وہ اس کی انجام دہی کا اہتمام کرسکیں۔

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ملک وقوم کے لئے پالیسیوں کے تعین اور قانون سازی کے تقاضوں کا اکثر منتخب ارکان کو نہ تو شعور وادراک ہوتا ہے اور نہ ہی انہیں اس بات کا صحیح اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جس قانونی مسودہ کے حق میں یا اس کے خلاف ووٹ دے رہے ہیں اس کا مقصد وضرورت اور افادیت واہمیت کیا ہے؟ تحفظ ختم نبوت کے حوالہ سے گزشتہ دنوں ملک کی منتخب پارلیمنٹ میں جو صورتحال پیدا ہوگئی تھی اور ارکان اسمبلی کو خود اپنی پاس کردہ بعض ترامیم واپس لینا پڑی تھیں وہ اس کی تازہ ترین شہادت ہے۔ ورنہ اس سے قبل اس قسم کے کئی واقعات ہوچکے ہیں کہ قانون پاس ہوکر نافذ ہوجاتا ہے مگر جب اسے منظور کرنے والے ارکان اسمبلی سے پوچھا جاتا ہے تو وہ اس کے مقصد ومفہوم تک سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ایک دو واقعات میرے ذاتی تجربہ ومشاہدہ سے بھی گزرے ہیں۔ میاں محمد نواز شریف کے سابقہ دور حکومت میں قومی اسمبلی نے قرآن وسنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دینے کے دستوری بل کی منظوری دی تو اس کے ساتھ یہ شق شامل کردی گئی کہ اس کا اطلاق سیاسی نظام اور حکومتی ڈھانچے پر نہیں ہوگا۔ یعنی قرآن وسنت کو سیاسی نظام اور حکومتی ڈھانچے پر بالادستی حاصل نہیں ہوگی۔ میں نے اس کے لئے ووٹ دینے والے ایک ایم این اے سے پوچھا کہ آپ نے قرآن و سنت کی بالادستی کو محدود کیسے کردیا ہے؟ تو وہ کانوں کو ہاتھ لگانے لگے کہ ہم یہ کیسے کرسکتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ آپ نے تو کردیا ہے اور جب اس دفعہ کا مفہوم سمجھایا تو کہنے لگے کہ مجھے تو اس کا کوئی علم نہیں تھا۔ اسی طرح بلوچستان میں نواب اکبر بگٹی مرحوم کی وزارت اعلیٰ کے دور میں ایک بار صوبائی اسمبلی نے یہ متفقہ قرارداد پاس کی کہ ۱۹۷۳ء کے دستور میں اب تک کی جانے والی تمام ترامیم ختم کر کے اسے اپنی اصل شکل میں بحال کیا جائے۔ میں نے ایک رکن اسمبلی سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے بھی اس کے لئے ووٹ دیا ہے تو بتایا کہ ہاں میں نے بھی ووٹ دیا ہے۔ میں نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ تحفظ ختم نبوت کے دستوری فیصلہ، قرارداد مقاصد کو دستور کا باضابطہ حصہ قرار دینے اور وفاقی شرعی عدالت کے وجود کو ختم کردینا چاہتے ہیں؟ کہا کہ نہیں میں تو ایسا نہیں چاہتا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ سارے اقدامات ان دستوری ترامیم کے ذریعے ہوئے ہیں جنہیں ختم کرانے کے لئے صوبائی اسمبلی نے یہ قرارداد منظور کی ہے۔

اس طرح کے بیسیوں واقعات ہماری پارلیمانی تاریخ کا حصہ ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ اکثر ارکان اسمبلی قانون سازی کے تقاضوں اور اس کے نتائج وثمرات سے بے خبر ہوتے ہیں۔

☆...... اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہمارے ہاں الیکشن اور ووٹ کا مقصد عام طور پر صرف یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ رکن اسمبلی کے ذریعے کون کون سے کام کرائے جاسکتے ہیں اور کون کون سی سہولتیں اور مفادات حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

☆...... جبکہ ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ریاستی اداروں کو بھی اس سے غرض نہیں ہوتی کہ اسمبلیاں اپنا اصل کام کس طرح کررہی ہیں اور نہ ہی ان کی طرف سے ارکان اسمبلی کو قانون سازی اور قومی مفادات کے حوالہ سے ضروری بریفنگ اور تربیت مہیا کرنے کا کوئی مستقل اہتمام موجود ہے، چنانچہ ایسے لگتا ہے کہ دستوری اور قومی و دینی تقاضوں سے ارکان اسمبلی کی بیگانگی ان کے لئے بھی ناقابل قبول نہیں ہے۔

اس کا ایک حل یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جس طرح مختلف ملکوں میں اشیائے صرف کے خریداروں کے فورم ہوتے ہیں اور صارفین کی تنظیمیں ہوتی ہیں جو بازار میں اشیائے صرف کی قیمتوں اور اتار چڑھاؤ پر نظر رکھتی ہیں، بوقت ضرورت اس کے لئے آواز اٹھاتی ہیں اور متعلقہ

تحکموں کو توجہ دلاتی رہتی ہیں، اسی طرح ہر حلقۂ انتخاب میں ووٹروں کے بھی مختلف فورم وجود میں آنے چاہئیں جو اپنے حلقہ سے منتخب ہونے والے رکن اسمبلی کی کارکردگی پر نظر رکھیں اور حسب موقع اسے ضروری کاموں کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔ یہ کام ووٹروں کا کوئی بھی حلقہ کرسکتا ہے لیکن اگر علماء کرام اور دینی کارکن اس کے لئے وقت نکال سکیں تو ایسے معاملات میں دینی اور نظریاتی پہلوؤں کا رجحان غالب رہے گا۔ مگر اس کے لئے شرط ہے کہ اس محنت کو خالصتاً قومی دائرہ میں رکھا جائے اور اسے فرقہ وارانہ ترجیحات اور ذاتی یا گروہی مفادات میں ملوث نہ ہونے دیا جائے۔ ہمارے خیال میں اگر ہر حلقہ انتخاب میں کچھ حضرات آپس میں انڈراسٹینڈنگ کرلیں کہ وہ باہمی مشاورت کے ساتھ اپنے رکن اسمبلی کی کارکردگی پر نظر رکھیں گے اور علاقائی مسائل کے ساتھ ساتھ دینی اور قومی ضروریات کی طرف اسے توجہ دلاتے رہیں گے تو صورتحال میں خاصا فرق آسکتا ہے۔

قومی اور دینی اہمیت کے چند نمایاں امور کا اس کالم میں تذکرہ ہو چکا ہے اور اس کے لئے ہماری تجویز یہ ہے کہ یہ کام دو مرحلوں میں ہوسکتا ہے:

☆...... پہلے مرحلے میں الیکشن کے ہر امیدوار سے تحریری وعدہ لیا جائے کہ وہ ان امور کی پاسداری کا اہتمام کرے گا اور اس وعدہ کی بنیاد پر اس کی حمایت کا اعلان کیا جائے۔ یہ وعدہ ہر امیدوار سے اس کے ووٹر لے سکتے ہیں اور کسی بھی حلقہ میں کچھ ووٹروں کو تیار کر کے امیدوار سے اجتماعی طور پر بات کی جائے تو کوئی امیدوار بھی اسے نظرانداز نہیں کرسکے گا۔ مگر اس کے لئے مقامی سطح پر محنت کرنا ہوگی جو زیادہ مشکل نہیں ہے۔

☆...... جبکہ دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ الیکشن کے بعد منتخب ہونے والے رکن اسمبلی کو ضرورت کے وقت اس وعدہ کی اس کے ووٹروں کی طرف سے یاددہانی کرائی جائے اور وعدہ کا پاس نہ کرنے والے رکن اسمبلی سے باز پرس کا ماحول بنایا جائے۔ یہ جمہوری اور قانونی طریقہ ہے جسے اخلاق و قانون کے دائرے میں کیا جائے تو اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہوسکتا بلکہ یہ ووٹروں کا حق ہے کہ وہ جسے منتخب کر رہے ہیں اس کی کارکردگی پر نظر رکھیں اور بوقت ضرورت اسے یاددلانے کے ساتھ ساتھ وعدہ پورا نہ کرنے پر اس سے باز پرس کی کوئی معقول صورت بھی نکالیں۔

گزشتہ روز چند دوستوں نے اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے فرمائش کی ہے کہ تجویز کے ساتھ تحریری وعدہ کا کوئی مناسب مضمون بھی پیش کر دیا جائے تاکہ جو حضرات ایسا کرنا چاہیں ان کے لئے آسانی ہو جائے۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر ایک مضمون تجویز کیا جارہا ہے جسے سامنے رکھ کر مقامی ماحول اور ضروریات کے مطابق تحریری وعدہ کا مضمون طے کیا جاسکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

میں مسمی .... ولد ....

امیدوار قومی/صوبائی اسمبلی حلقہ نمبر........... اپنے ووٹروں سے وعدہ کرتا ہوں کہ منتخب ہونے کے بعد اپنے فرائض دستور کے مطابق سرانجام دینے، اپنے حلقہ کے مسائل و مشکلات حل کرانے اور علاقائی ترقی و بہبود کے لئے بھرپور محنت کروں گا۔

اور اس کے ساتھ ساتھ:

۱:... ملکی معاملات میں غیر ملکی مداخلت کا سدباب اور قومی خودمختاری و ملکی سالمیت کا تحفظ میری پہلی ترجیح ہوگی۔

۲:... دستور پاکستان کی اسلامی دفعات کے تحفظ اور ان پر عملدرآمد کی جدوجہد کروں گا۔

۳:... عقیدۂ ختم نبوت و ناموس رسالت اور ناموس صحابہ کرامؓ واہل بیت عظامؓ کے تحفظ کی کوششوں کا پوری طرح ساتھ دوں گا۔

۴:... سودی نظام کے خاتمہ کے لئے ہر ممکن سعی کروں گا۔

۵:... ناخواندگی و جہالت کے خاتمہ اور تعلیم وآگاہی کے فروغ، بالخصوص قرآن وسنت کے علوم کی ترویج کے لئے کوشاں رہوں گا۔

۶:... عریانی وفحاشی کے تیزی سے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام اور اسلامی تہذیب و ثقافت نیز خاندانی نظام کے تحفظ وفروغ کے لئے کام کروں گا۔

۷:... گروہی، لسانی، علاقائی اور فرقہ وارانہ تعصبات کے خاتمہ اور قومی وحدت کے فروغ کے لئے محنت کروں گا۔

۸:... دینی اداروں اور شخصیات کی کردارکشی کے رجحان اور ان کے خلاف منفی کارروائیوں کی حوصلہ شکنی کروں گا۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان میں سے کسی معاملہ میں پارٹی پالیسی خدانخواستہ مختلف ہونے کی صورت میں بھی قومی و دینی تقاضوں کو ترجیح دوں گا۔

تحریری وعدہ کی یہ عبارت صرف نمونہ کے طور پر ہے تاکہ اسے دیکھ کر ہر علاقہ اور حلقہ کے حضرات اپنے حالات کے مطابق ''وعدہ نامہ'' تیار کرسکیں۔ ملک بھر کے احباب سے گزارش ہے کہ وہ اس سلسلہ میں بروقت متحرک ہوں اور کوشش کریں کہ کسی حلقہ کا کوئی امیدوار اس تحریری وعدہ کی سعادت سے محروم نہ رہ جائے۔

(روزنامہ اسلام لاہور، ۶/جولائی ۲۰۱۸ء)

مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ جمالیؒ کی وفات

حسرت آیات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حافظ عبدالرحمن شاہ جمالیؒ آج سے تقریباً نوے سال پہلے فاضل دیوبند مولانا غلام سرورؒ کے گھر پیدا ہوئے، آپ کا تعلق بلوچ فیملی سے تھا۔

آپ جب سیانے ہوئے یعنی ہوش سنبھالا تو آپ کے والد محترم دورۂ حدیث شریف کی تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ آپ بھی اپنے والد محترم کے ساتھ دیوبند تشریف لے گئے اور قرآن پاک دارالعلوم دیوبند میں حفظ کیا اور کتاب الصرف اور کتاب النحو کے مصنف مولانا مشتاق احمد چرتھاولیؒ سے دیوبند میں مذکورہ کتابیں پڑھیں۔

تحریک پاکستان کا آغاز ہو چکا تھا اور آپ اپنے والد محترم کے ساتھ وطن واپس تشریف لے آئے۔ جب دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا تو صرف تعلیمی داخلہ ملا، دفتر اہتمام نے کھانے کی سہولت دینے معذرت کرلی، تو آپ اپنے والد محترم کے ساتھ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے حکم پر حضرت مدنیؒ کے دسترخوان سے دونوں وقت کھانا کھاتے رہے۔ تقریباً چھ ماہ کا پیریڈ ایسے گزرا، چھ ماہ کے بعد آپ درخواست لے کر دفتر اہتمام تشریف لے گئے، نائب مہتمم نے درخواست مسترد کردی، دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ نے بلاکر درخواست منظور کرلی، یوں مطبخ سے کھانا جاری ہوگیا، جب والد محترم کا دورہ مکمل ہوا تو پاکستان کی تحریک شروع ہوچکی تھی، تو آپ اپنے والد محترم کے ساتھ وطن واپس تشریف لے آئے اور اوکاڑہ میں حضرت مولانا عبدالقدیرؒ اور حضرت مولانا مفتی عبدالحمیدؒ سے تعلیم شروع کردی۔ مؤخرالذکر حضرت مولانا حامد میاںؒ کے حکم پر جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور میں مدرس ہوکر تشریف لے گئے تو آپ بھی اپنے استاذ محترم کے ساتھ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور میں داخل ہوگئے اور دورۂ حدیث شریف جامعہ مدنیہ لاہور میں پڑھا۔ دورۂ حدیث کی تعلیم کا سلسلہ جاری تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ جامعہ مدنیہ تشریف لے آئے تو مولانا حافظ عبدالرحمٰنؒ، حضرت قاری صاحبؒ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔

حضرت قاری صاحبؒ نے دیکھ کر پہچان لیا اور فرمایا: حافظ عبدالرحمٰن؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا، تو حضرت قاری صاحبؒ نے مہتمم جامعہ مولانا سید حامد میاںؒ سے فرمایا کہ یہ ہمارا شاگرد ہے، تین سندات منگوائیں اور حضرت قاریؒ صاحب نے تین سندوں پر دستخط فرمائے اور فرمایا کہ خدانخواستہ اگر دو سندیں گم ہوجائیں تو ایک تو ہونی چاہئے، چنانچہ ایک سند آج بھی آپ کے فرزندان گرامی کے پاس محفوظ ہے۔

آپ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کے ساتھیوں میں سے تھے، دونوں حضرات نے قادیانیت، عیسائیت اور غیر مقلدیت پر تیاری اکٹھے کی۔ آپ ایک عرصہ اوکاڑہ کے ایک چک میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

بعدازاں لاہور کے علاقہ ٹاؤن شپ کے مدرسہ مخزن العلوم کے نگران اور متصل جامع مسجد کے خطیب بنادیئے گئے۔ اس دوران راقم الحروف لاہور میں مبلغ کی حیثیت سے آیا اور ان سے یاداللہ وابستہ ہوئی، مجلس کے اجلاسوں میں تشریف لاتے اور اپنے مفید مشوروں سے مستفید فرماتے۔

شیعہ سنی تنازع میں آپ کا ایک نوجوان بیٹا شہید کردیا گیا، جب فرزند ارجمند کی شہادت کی خبر سنی تو اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اس کے بچوں کے سر پر دست شفقت رکھا اور باورچی خانہ میں جاکر خوردونوش کی تمام اشیاء حتی کہ نمک، مرچ مصالحے ایک طرف کردیئے اور تمام اشیائے خوردونوش اپنی جیب سے منگوائیں اور فرمایا کہ تین دن تک میت کے گھر سے کوئی چیز استعمال نہ ہوگی، یوں تین دن آنے والے تمام مہمانوں کی خدمت خود کی۔ راقم الحروف کو ان کے نوجوان لخت جگر کی شہادت کی خبر ہوئی تو راقم تعزیت کے لئے حاضر ہوا اور تعزیتی کلمات کہے تو فرمانے لگے: اگر میرا بیٹا کسی غلط کام کے نتیجہ میں قتل ہوتا تو میں لائق تعزیت تھا۔ میرا بیٹا ناموس صحابہ کرامؓ کی حفاظت کے جرم میں شہید ہوا ہے، میں لائق تبریک ہوں نہ کہ تعزیت۔ بہت صبر و شکر والے انسان تھے، جب بھی حاضری ہوتی تو کسی نہ کسی علمی نکتہ سے سرفراز فرماتے۔ راقم سال میں کئی مرتبہ آپ کی مسجد میں درس کے لئے حاضر ہوتا تو بہت خوش ہوتے اور اگر حاضری میں تاخیر ہوجاتی تو باز پرس بھی فرماتے۔ ”وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ“ (الحاقۃ:۴۴) سے قادیانیوں کا ایک نام نہاد استدلال ہے: ”اگر مرزا جھوٹا نبی ہوتا تو اللہ

پاک اس کی شہ رگ کاٹ دیتے۔ اتنا عرصہ مرزا زندہ رہا، معلوم ہوتا ہے کہ مرزا سچا نبی تھا؟“

ایک مرتبہ حاضری ہوئی تو مندرجہ بالا استدلال کو ”ہَبَاءً مَّنْثُوْرًا“ منثورا کرتے ہوئے فرمایا: یہ آیت مطلقاً مدعی نبوت کے متعلق نہیں بلکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے، کیونکہ پیچھے سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر چلا آرہا ہے۔ اگر اس سے مطلقاً مدعی نبوت مراد لیا جائے تو بھی مرزا جھوٹا ثابت ہوتا ہے، کیونکہ مرزا گر گیا تھا اور اس کے دایاں ہاتھ کی کلائی ٹوٹ گئی، یہ ہے: ”لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ“ (الحاقۃ:۴۵) کہ دایاں ہاتھ مروڑ دیا گیا اور مرزا کی موت ہیضہ سے ہوئی، یہ ہے: ”ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ“ (الحاقۃ:۴۶) اللہ پاک نے اس کی شہ رگ کاٹ دی۔ ایک مرتبہ بندہ آپ کی مسجد میں گیا۔ رمضان المبارک کے دن تھے، ان دنوں آپ کا مسجد انتظامیہ سے کسی مسئلہ پر اختلاف چل رہا تھا، جب آپ نے میرا اعلان کیا تو سیکریٹری نے کہا کہ مسجد میں کسی قسم کے بیان واعلان اور اپیل کی اجازت نہیں تو آپ نے بڑے غصہ میں فرمایا: مسجد خانہ خدا ہے، اس میں کسی کا حکم نہیں چلتا، مجھے فرمایا: مولانا! آپ بیان بھی فرمائیں اور اپیل بھی۔ چنانچہ میں نے بیان کیا اور مجلس کے لئے مالی اپیل خود فرمائی، مجلس کے کاز پر دل و جان سے فدا تھے۔ غالباً فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے استفادہ بھی فرماتے رہے، ختم نبوت کے عقیدہ، تحریک اور مجلس پر دل و جان سے فدا تھے۔ ایک وقت آیا کہ مسجد کی امامت و خطابت چھوڑ دی اور مدرسہ کا نظم ونسق سنبھالے رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹوں اور کئی ایک بیٹیوں سے نوازا تھا۔ تمام بیٹوں کو دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ وپیراستہ کیا۔ آپ کے ایک فرزند مولانا قاری عبید الرحمٰن گوجرہ میں جامعہ سعدیہ کے نام سے مدرسہ اور مسجد کا نظم ونسق سنبھالے ہوئے ہیں۔ قاری عبید الرحمٰن کا ایک نوجوان اکلوتا بیٹا نفیس الرحمٰن گزشتہ سال ایک نہر میں گر کر فوت ہوا۔ اس کا صدمہ جہاں اس کے والدین کو تھا، دادا بھی صدمہ سے محفوظ نہ رہ سکے۔

کچھ عرصہ سے بیمار چلے آرہے تھے۔ علاج معالجہ بھی جاری رہا، تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا، ۲؍رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۸؍مئی ۲۰۱۸ء صبح چھ بجے روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ ۳ بجے سہ پہر لاہور میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپ کی وصیت کے مطابق کہ مجھے اپنے والد مولانا غلام سرورؒ فاضل دیوبند کے قدموں میں دفن کیا جائے، ۴ بجے سہ پہر آپ کی میت ایمبولنس کے ذریعہ آبائی علاقہ شاہ جمال ضلع مظفر گڑھ لائی گئی، جہاں اگلے روز ۷ بجے صبح نماز جنازہ ادا کی گئی اور آپ کی وصیت کے مطابق آبائی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ دونوں مقام پر جنازہ میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ آپ نے پسماندگان میں پانچ بیٹے کئی ایک بیٹیاں سوگوار چھوڑے ہیں۔ اللہ پاک آپ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس سے نوازیں۔ مدرسۃ البنات اور دیگر باقیات الصالحات اور اولاد صالح کو سلامت باکرامت رکھیں! آمین ثم آمین!

☆☆..........☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی ودعوتی اسفار

جمعۃ الوداع کا خطبہ: راقم نے جمعۃ الوداع کا خطبہ ربانی مسجد مین بازار جلال پور پیروالا میں دیا، جس میں کثیر تعداد میں نمازیوں نے شرکت کی اور سینکڑوں افراد تک ختم نبوت کا پیغام پہنچا۔ اللہ پاک شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔

جھوک ماہی میں خطبہ جمعہ: جھوک ماہی میراں ملحہ جلال پور پیروالا کے قریب بستی ہے۔ مولانا قاری غلام حسن زید مجدہ بنات اور بنین کا مدرسہ چلا رہے ہیں، جس میں ہر سال ایک درجن کے قریب بچے اور بچیاں حفظ قرآن کریم کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ قاری صاحب ظاہری آنکھوں سے نابینا اور دل کی آنکھوں سے بینا ہیں، بہت ہی فکر مند جماعتی ساتھی ہیں، اپنے اور پرائے اختلاف ہی نہیں بلکہ مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ بایں ہمہ اس شعر کا مصداق ہیں:

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں اور پرائے بھی ناخوش
لیکن زہر ہلاہل کو میں کہہ نہ سکا قند

موصوف کی خواہش بلکہ فرمائش ہوتی ہے کہ سال میں ایک جمعہ ختم نبوت کے عنوان پر ہونا چاہئے، چنانچہ موصوف کے حکم پر ۲۲/جون کے جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے ان کی مسجد میں دیا۔ اللہ تعالیٰ آنجناب کی مساعی جمیلہ کو قبول ومنظور فرمائیں۔

خطبہ عیدالفطر: عیدالفطر کا خطبہ راقم نے جامع مسجد سیدنا علی المرتضیٰ متصل مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ صدیق آباد بستی منو شجاع آباد اپنے علاقہ میں دیا۔ عیدالفطر، صدقۃ الفطر اور رمضان المبارک کے انوار وبرکات پر بیان ہوا۔ عیدالفطر کے اجتماع میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ اللہ پاک عیدالفطر کو حقیقی عید سے تبدیل فرمائیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کا سہ ماہی اجلاس: مجلس کے مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۱، ۲۲/جون ۲۰۱۸ء کو دفتر مرکزیہ میں منعقد ہوا، جس میں پورے ملک سے مبلغین نے شرکت کی۔ اجلاس کی صدارت حضرت ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب نے فرمائی۔ تلاوت کا اعزاز مولانا خالد عابد مبلغ شیخوپورہ نے حاصل کیا۔ گزشتہ اجلاس کی کارروائی کی خواندگی مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کی۔

اجلاس میں درج ذیل حضرات نے شرکت کی:

مولانا اللہ وسایا، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا وسیم اسلم، مولانا محمد انس ملتان، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاء الدین، مولانا مفتی محمد خالد میر آزاد کشمیر، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا عبدالرشید غازی فیصل آباد، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا محمد خبیب ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا محمد نعیم خوشاب، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا محمد خالد عابد شیخوپورہ، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان اور مولانا حمزہ لقمان ڈیرہ اسماعیل خان سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔

ملک بھر میں کانفرنسوں اور کورسز کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر ۲۵، ۲۶/اکتوبر کو منعقد ہوگی۔ علماء کرام، مشائخ عظام اور مقررین سے رابطہ کے لئے مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کی سرکردگی میں مولانا اللہ وسایا، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی پر مشتمل کمیٹی قائم کی گئی جو درج ذیل حضرات سے رابطہ قائم کرے گی:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت: حضرت الامیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ، حضرت اقدس حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی، مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی۔

جمعیت علماء اسلام: مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ، مولانا امجد خان، ڈاکٹر عتیق الرحمٰن، مولانا راشد محمود سومرو، مولانا سید سراج احمد شاہ امروٹ شریف، مولانا عبدالمجیب قریشی پیر شریف، مولانا سعید یوسف پلندری آزاد کشمیر۔

جمعیت علماء اسلام (س گروپ): مولانا سمیع الحق، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا بشیر احمد شاد۔

جماعت اسلامی: جناب سراج الحق، جناب لیاقت بلوچ، جناب فرید احمد پراچہ۔

بریلوی مسلک: مولانا ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر حیدرآباد، مولانا سید امین الحسنات بھیرہ، مولانا شیخ عبدالحمید گولڑوی گولڑہ شریف، قاری زوار بہادر لاہور، پیر اعجاز ہاشمی لاہور، مولانا اویس نورانی کراچی، مولانا ثاقب رضا مصطفائی، مولانا عبدالشکور رضوی۔

اہلحدیث: علامہ ساجد میر، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری ساہیوال، انجینئر ابتسام الٰہی ظہیر لاہور۔

مشائخ عظام: حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ فیصل آباد، حضرت صاحبزادہ خلیل احمد خانقاہ

سراجیہ کندیاں، مولانا محب اللہ لورالائی، پیر عبدالرحیم نقشبندی چکوال، مولانا حکیم محمد مظہر کراچی، مولانا محمد تقی عثمانی کراچی، مولانا ایوب جان سرہندی سندھ، مولانا قاضی ارشد الحسینی اٹک، مولانا میاں محمد اجمل قادری، مولانا فضل الرحیم، مولانا محمد یوسف خان لاہور، مولانا فضل الرحمن درخواستی، مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی، پیر معین الدین کوریجہ چاچڑاں شریف، مولانا محمد طارق جمیل، پیر عزیز الرحمن ہزاروی، پاکستان شریعت کونسل مولانا فداء الرحمن درخواستی، مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالقیوم حقانی۔

تحریک خدام اہلسنت: مولانا قاضی ظہور حسین اظہر چکوال، مولانا قاری ابوبکر صدیق جہلم۔

اشاعت التوحید: مولانا اشرف علی راولپنڈی۔

مدارس: مولانا ارشاد احمد کبیر والا، مولانا ظفر احمد قاسم وہاڑی، مولانا قاری محمد یاسین، مولانا مفتی محمد طیب فیصل آباد، مولانا سید محمود میاں، مولانا مفتی محمود حسن لاہور، مولانا قاری جمیل بندھانی سکھر، مولانا منیر احمد منور کہروڑ پکا۔

وفاق المدارس العربیہ: مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا قاضی عبدالرشید راولپنڈی۔

عوامی خطباء: مولانا محمد رفیق جامی، مولانا محمد عمر قریشی، مولانا عبدالحمید تونسوی۔

نعت خواں: سید سلمان گیلانی، حافظ محمد شریف، مولانا شاہد عمران عارفی۔

صحافی: احمد کمال نظامی، مولانا محمد شفیع چترالی، اوریا مقبول جان۔

مندرجہ ذیل مرحومین کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی:

حضرت مولانا سید عطاء المؤمن شاہ بخاریؒ، ملتان، حضرت مولانا عبدالغفور قریشیؒ ٹیکسلا، مولانا شرف علی تھانویؒ لاہور، مولانا قاری منظور الحق حیدرآباد، مولانا صوفی محمد سرور لاہور، مولانا حافظ عبدالرحمن شاہ جمالی لاہور، والدہ محترمہ سید تجمل شاہ شیخوپورہ، محمد یاسر قائم خوانی نواب شاہ، جناب محمد اشفاق کراچی، حضرت مولانا محمد عارف بہاولنگر، امیر جماعت حاجی محمد ادریس ڈونگہ بونگہ، قاضی غلام اصغر جلال پور پیروالا، حاجی سعید احمد ملتان، حاجی غلام محمد تایا جی مولانا عبدالرشید غازی، محمد یاسین سیال کوثر آباد سمندری شورکوٹ، مولانا عبیداللہ بھکر، والدہ مولانا غلام مصطفیٰ چنیوٹی، حاجی محمد اسلام اوکاڑہ، حاجی خلیل احمد چنیوٹی، حافظ محمد اسلم خشتی محلہ منڈی بہاؤالدین، پیر محمد اشرف واسو منڈی بہاؤالدین، جناب فیصل گجر و دیگر جماعتی رفقاء جن کے نام نہیں لکھے جاسکے، ان کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی اور ان کی مغفرت کی دعا کی گئی۔

لٹریچر کی اشاعت: رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام: مولانا مفتی محمد راشد مدنی، عقیدۂ ختم نبوت اہمیت وفضیلت: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے رسائل احتساب کی کسی جلد میں شائع ہوچکے ہیں، ان میں سے کچھ رسائل کا انتخاب کرکے اشاعت کے لئے دیئے جائیں۔ ماہنامہ لولاک کے ہر شمارہ میں حضرت نفیس الحسینیؒ سمیت کسی صاحب نسبت بزرگ کی حمد ونعت شائع کی جائے۔ ماہنامہ لولاک میں دیئے جانے والے مضامین مختصر اور شستہ ہوں۔ قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر میں سے بھی مضامین کا انتخاب کیا جاسکتا ہے۔ بلوچستان کے تبلیغی دورہ کے لئے مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یار خان کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ جامعہ ختم نبوت چناب نگر کے فاضل مولانا ظفر اللہ سندھی کو مولانا محمد حسین ناصر سکھر کا معاون مبلغ مقرر کیا گیا، جو لاڑکانہ، شکارپور، کندھ کوٹ اضلاع میں کام کریں گے۔ آئندہ سہ ماہی کے لئے احتساب قادیانیت جلد نمبر ۳۵ کا انتخاب کیا گیا۔ آئندہ سہ ماہی اجلاس ۴،۵؍اکتوبر بروز جمعرات، جمعہ ہوگا۔ احباب بدھ شام کو تشریف لائیں اور ملتان میں جمعہ پڑھا کر جائیں۔ اجلاس حضرت ناظم اعلیٰ صاحب کے حکم پر مولانا غلام حسین کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

اجلاس میں منظور کی جانے والی قراردادیں:

ملک ابوبکر خدا بخش نتھوکہ متعصب اور جنونی قادیانی ہے، جہاں بھی رہا ہے اس کی وجہ سے فتنہ وفساد رہا، اس نے علماء کرام اور مشائخ عظام کو بلاوجہ فورتھ شیڈول میں ملوث کیا۔ نیز وہ آئین پاکستان ۱۹۷۳ء کی دوسری آئینی ترمیم جس میں ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو پوری قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، نیز تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸-سی جسے آٹھویں ترمیم میں تحفظ فراہم کیا گیا، کو نہیں مانتا۔ نیز اس کا داماد مسٹر وقاص نتھوکہ کو ڈیرہ غازی خان کا ڈی پی او مقرر کیا گیا۔ دونوں متعصب قادیانی ہیں۔ ان سے جنوبی پنجاب کے پُرامن حالات کو فرقہ واریت اور دہشت گردی کے خطرات لاحق ہیں، لہٰذا انہیں فی الفور برطرف کیا جائے۔

علی پور، مظفر گڑھ کے دو روزہ دورہ پر:

(مولانا محمد ساجد) استاذ العلماء مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دو روزہ تبلیغی دورہ پر علی پور تشریف لائے۔ ۲۹؍جون جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد پہلوان والی میں دیا۔ رات عشاء کی نماز کے بعد مولانا شبیر احمد لقمان کی دعوت پر جامع مسجد بیت المکرم میں درس دیا۔ جامع مسجد بیت المکرم کے بانی مجاہد ملت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ تھے۔ مسجد میں متصل دفتر قائم کیا جو مولانا کی زندگی میں جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکز رہا ہے اور اب اس میں

حفظ کی کلاس کام کررہی ہے۔ مولانا شبیر احمد لقمان، مولانا علی پوری مرحوم کے پوتے اور ملک محمود الحسن کے فرزند ارجمند ہیں۔ مولانا شبیر احمد نے مسجد اور مدرسہ کا نظم سنبھالا ہوا ہے۔ مولانا علی پوری کے دوسرے فرزند ارجمند جناب حسین احمد مدنی ہیں۔ مؤخرالذکر کے فرزند مولانا محمد لقمان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر اور ڈیرہ اسماعیل خان کے مبلغ ہیں۔ جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا سے سند فضیلت حاصل کی۔ رات کا قیام وطعام مولانا علی پوریؒ کے فرزند نسبتی اور بھانجے مولانا حبیب اللہ کے مدرسہ دارالعلوم لقمانیہ میں رہا اور جمعہ کے روز جمعہ کے بعد سے عصر تک دارالعلوم ختم نبوت میں مولانا ذوالفقار احمد کی دعوت پر رہا، جامعہ حبیب المدارس یاکی والی کی افتتاحی تقریب ۳۰ رجون کو عصر کی نماز کے بعد مولانا شجاع آبادی کی دعا سے منعقد ہوئی۔ جامعہ کے بانی مولانا حبیب اللہؒ فاضل دیوبند تھے۔ بڑی جرأت وبہادری کے ساتھ علاقہ میں توحید وسنت کی نشر واشاعت اور تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑی پامردی کے ساتھ حصہ لیا اور گرفتار بھی ہوئے اور رہائی کے بعد جامعہ حبیب المدارس کے نام سے مدرسہ اپنی زمین پر قائم کیا گویا یہ مدرسہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کا ثمرہ ہے۔ مکتب سے مدرسہ اور مدرسہ سے جامعہ کی حیثیت اختیار کرگیا۔ حضرت کے بعد حضرت مرحوم کے فرزندان گرامی مولانا پروفیسر محمد مکی، مولانا محمد قاسم، مولانا محمد ہاشم برادران نے اتحاد واتفاق کے ساتھ اس کا نظم سنبھالا ہوا ہے، سینکڑوں طلبا کرام زیر تعلیم ہیں، دورۂ حدیث شریف تک تمام اسباق ہوتے ہیں۔ مولانا محمد مکی مہتمم ہیں، جماعت کے خورد وکلاں سے محبت وعقیدت کے جذبات رکھتے ہیں۔ ان کے حکم پر ۳۰ رجون کو استاذ محترم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے دعائیہ کلمات ارشاد فرماکر تعلیمی امور کی ابتداء فرمائی۔

۳۰ رجون عشاء کی نماز کے بعد استاذ محترم کا بیان کی مسجد میں ہوا۔ استاذ محترم کے بیان سے پہلے علاقہ کے معروف نعت خواں عبدالرشید برادران نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ مولانا شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر درس دیا۔ جامعہ حسینیہ کے بانی مولانا منظور احمد الحسینیؒ اور مولانا غلام محمد علی پوری سابق مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہیں۔ آج کل مدرسہ کا نظم مولانا محمد اجود حقانی نے سنبھالا ہوا ہے، جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی یونٹ کے امیر بھی ہیں اور کی مسجد مذکور کے خطیب بھی۔ مولانا محمد اجود حقانی کی استدعا و فرمائش پر رات کا آرام وقیام جامعہ حسینیہ کے مہمان خانہ میں رہا، یوں استاذ محترم نے دارالہدیٰ پرمٹ، جامعہ حبیب المدارس یاکی والا، جامعہ حسینیہ علی پور، مدرسہ انوار ختم نبوت کا دورہ کیا۔ استاذ محترم نے دو دن خوب مصروف گزارے، مولانا منیر احمد نعمانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت علی پور کے نائب امیر ہیں۔ مذکورہ بالا تمام پروگرام ان کے تعاون اور نگرانی میں ہوئے۔ بہت فکر والے ساتھی ہیں، جماعت کے لئے شب وروز جہاں ضرورت ہو حاضر ہی حاضر ہیں۔

یکم جولائی کو صبح کی نماز کے بعد خانقاہ عالیہ نقشبندیہ فضیلیہ میں تشریف لے گئے اور موجودہ سجادہ نشین مولانا محمد شاہ قریشی مدظلہ سے تقریباً دو گھنٹے ملاقات کی اور حضرت والا کے سامنے مجلس کی کار گزاری ذکر کی، جس پر موصوف نے بہت دعاؤں سے نوازا اور خانقاہ سے فارغ ہوکر استاذ محترم اچ شریف تشریف لے گئے۔ ☆☆☆

جذبۂ دل

جذبۂ دل کوئی اس کے کام آگیا
در پہ آقا، تمہارا غلام آگیا
حاضری کی اجازت اسے مل گئی
خوش نصیبوں میں اس کا بھی نام آگیا

موسم گل، دیار قدس کا ملا
آب کوثر کا ہاتھوں میں جام آگیا
ہے مسلسل غلاموں کی آمد یہاں
صبح آیا کوئی، کوئی شام آگیا

دل دھڑکنے لگا روضۂ پاک پر
دفعتاً پھر زباں پر سلام آگیا
کچھ نہ کہہ پائے ہم ان کے دربار میں
اے جمیل آنسوؤں میں پیام آگیا

مفتی جمیل احمد نذیری

مناسک حج اور عمرہ

حج ایک سعادت اور عبادت

دوسری قسط

مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

حج نہ کرنے کے بارے میں وعید

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ: ’’وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔‘‘ (آل عمران:۹۷) یعنی: صاحب استطاعت شخص پر حج کرنا فرض ہے۔ اگر حج ادا نہیں کرتا، انکار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے مستغنی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت خاصہ اور عنایات ان کو نصیب نہ ہوں گی۔

حدیث مبارکہ میں ہے کہ: ’’عن علی رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من ملک زاداً وراحلة تبلغه الی بیت اللّٰہ ولم یحج فلا علیہ ان یموت یهودیاً او نصرانیاً وذالک ان اللّٰہ تبارک و تعالیٰ یقول وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلاً۔‘‘ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: ’’حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس اتنا خرچ ہو اور سواری کا انتظام ہو کہ بیت اللہ شریف جاسکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مرجائے یا نصرانی ہو کر۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: ’’وللّٰہ علی الناس حج البیت....‘‘

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے لئے کوئی واقعی مجبوری حج سے مانع نہ ہو، ظالم بادشاہ کی طرف سے مانع نہ ہو یا ایسا شدید مرض نہ ہو جو حج سے روک دے پھر وہ بغیر کئے مرجائے تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔ (رواہ الدارمی)

حج اور عمرہ کی اصطلاحات:

استلام: حجر اسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا یا حجر اسود اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگانا۔

اضطباع: احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔ یہ چادر پورے طواف میں اسی حالت میں رکھے۔

طواف: بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر مخصوص طریقے سے لگانا۔

شوط: بیت اللہ کے گرد چاروں طرف ایک چکر لگانا۔

رمل: طواف کے پہلے تین پھیروں میں اکڑ کر کندھے ہلاتے ہوئے ذرا تیزی سے چلنا (اگر جگہ تنگ نہ ہو اور دوسروں کو تکلیف بھی نہ ہو)۔

مطاف: بیت اللہ کے چاروں طرف طواف کرنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔

رکن یمانی: بیت اللہ کے جنوب مغربی کونے کو کہتے ہیں، چونکہ یہ یمن کی جانب ہے۔

مقام ابراہیم: مطاف کے مشرقی کنارے پر بیت اللہ کے دروازے کے سامنے ایک جالی دار قبہ میں ایک پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ السلام نے چڑھ کر بیت اللہ کی تعمیر کی۔

ملتزم: حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان دیوار جس سے لپٹ کر دعا کی جاتی ہے۔ اس جگہ دعا کرنا مسنون ہے۔

زمزم: بیت اللہ کے قریب مطاف میں زیر زمین ایک کنواں ہے جسے اللہ نے اپنی قدرت سے اسماعیل علیہ السلام کے قدموں کے نیچے سے جاری فرمایا تھا۔

تلبیہ: احرام باندھنے کے بعد ’’لبیک اللّٰھم لبیک‘‘ پڑھنا۔

دم: احرام کی حالت میں بعض ممنوع افعال کرنے سے بکری وغیرہ ذبح کرنا واجب ہوتا ہے۔

ایام نحر: قربانی کے دن، ۱۰ر ذوالحجہ سے ۱۲ر ذوالحجہ تک کے دن۔

ایام تشریق: ۱۱ تا ۱۳ر ذوالحجہ تاریخیں ’’ایام تشریق‘‘ کہلاتی ہیں۔

تکبیرات تشریق: ۹ر ذوالحجہ کی فجر سے لے کر ۱۳ر ذوالحجہ کی عصر تک تکبیر ’’اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد‘‘ پڑھنا۔

حج افراد: صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج کے افعال کرنا۔

حج تمتع: حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کرنا، پھر اسی سال حج ادا کرکے دوبارہ احرام باندھ کر۔

حج قران: حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ کر

پہلے عمرہ کرنا پھر اسی احرام میں حج کرنا۔ یعنی ایک ہی بار احرام باندھ کر حج اور عمرہ دونوں کو ادا کرنا۔

عمرہ: حل یا میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ کی زیارت، طواف اور صفا مروہ کی سعی کرنا۔

جمرات: منیٰ میں تین مقام پر قدِ آدم کے برابر تین ستون بنے ہوئے ہیں، جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ سب سے پہلے ستون کو جمرہ اولیٰ، پھر مکہ کی طرف درمیان والے کو جمرہ وسطیٰ کہتے ہیں اور اس کے بعد والے کو جمرۃ الکبریٰ، جمرۃ عقبہ اور جمرۃ الاخریٰ کہتے ہیں۔

رمی: جمرات (شیطانوں) کو کنکریاں مارنا۔

سعی: صفا اور مروہ کے درمیان مخصوص طریقے سے سات چکر لگانا۔ صفا اور مروہ دو پہاڑیاں ہیں جن کے درمیان سعی کی جاتی ہے۔

میلین اخضرین: صفا اور مروہ کے درمیان دو سبز نشان لگے ہوئے ہیں، سعی کرنے والے دوڑ کر چلتے ہیں۔

میدان عرفات: مکہ مکرمہ سے تقریباً ۹ کلومیٹر دور ایک میدان ہے جہاں حاجی لوگ ۹/ ذوالحجہ کو ٹھہرتے (وقوف کرتے) ہیں۔

یوم عرفہ: نویں ذوالحجہ جس روز حج ہوتا ہے اور حاجی لوگ وقوف کرتے ہیں۔

وقوف: وقوف کا معنی ٹھہرنا، ایام حج میں میدان عرفات اور مزدلفہ میں خاص وقت میں ٹھہرنا۔

میقات: وہ مقام جہاں سے مکہ مکرمہ جانے والے کے لئے احرام باندھنا واجب ہے۔

حرم: مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دور تک زمین حرم کہلاتی ہے اس کی حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں، جن کو حدود حرم کہتے ہیں۔ اس میں شکار کرنا، درخت کاٹنا، گھاس جانور کو چرانا حرام ہے۔

حِل: حرم کے چاروں طرف میقات تک جو زمین ہے اس کو حل کہتے ہیں، کیونکہ اس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم کے اندر حرام تھیں۔

حلق: سر کے بال منڈانا۔

قصر: سر کے بال کتروانا۔

حطیم: بیت اللہ کے شمالی جانب بیت اللہ سے متصل ایک چھوٹی دیوار ہے، جس کو حطیم کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے کچھ عرصہ قبل جب قریش نے خانہ کعبہ کو تعمیر کرنا چاہا سب نے یہ اتفاق کیا تھا کہ حلال کمائی کا مال اس میں صَرف کیا جائے گا، لیکن سرمایہ کم تھا اس وجہ سے شمال کی جانب اصل قدیم بیت اللہ میں سے تقریباً چھ گز جگہ چھوڑ دی گئی۔ اس چھٹی ہوئی جگہ کو حطیم کہتے ہیں۔

حجر اسود: یہ ایک سیاہ پتھر ہے جو بیت اللہ کے مشرقی جنوبی کونے کی دیوار میں قدِ آدم کے قریب اونچائی پر گڑا ہوا ہے۔ اس کے چاروں طرف چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا ہے۔ یہ جنت کا پتھر ہے، جنت سے آنے کے وقت دودھ کی مانند سفید تھا، لیکن بنی آدم کے گناہوں نے اس کو سیاہ کر دیا ہے۔

جحفہ: مکہ مکرمہ سے تین منزل پر ایک مقام ہے، شام سے آنے والوں کی میقات ہے۔

ذوالحلیفہ: یہ ایک جگہ کا نام ہے، مدینہ طیبہ سے تقریباً چھ میل پر واقع ہے، مدینہ کی طرف سے مکہ مکرمہ آنے والوں کے لئے میقات ہے۔ اسے آج کل بیر علی بھی کہتے ہیں۔

ذات عرق: ایک مقام کا نام ہے، مکہ مکرمہ سے تقریباً تین روز کی مسافت پر ہے۔ عراق سے مکہ مکرمہ آنے والوں کے لئے میقات ہے۔

قرن: مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۲ منزل پر ایک پہاڑ ہے۔ نجد یمن، نجد حجاز اور نجد تہامہ سے آنے والوں کے لئے میقات ہے۔

یلملم: مکہ مکرمہ سے جنوب کی طرف دو منزل پر ایک پہاڑ ہے، اس کو آج کل سعدیہ بھی کہتے ہیں۔ یہ یمن، ہندوستان اور پاکستان والوں کے لئے میقات ہے۔ (معلم الحجاج، ص:۶۷)

(جاری ہے)

حکیم غلام اصغر قریشی کی رحلت

ہمارے بہت ہی مہربان اور بزرگ دوست حکیم غلام مرتضیٰ قریشی جلال پور پیر والا کے برادر اصغر حکیم غلام اصغر قریشی ۷۴ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ مرحوم کے ایک بھائی حکیم محمود الحسنؒ قریشی ہمارے حضرت بہلوی نور اللہ مرقدہ کے داماد تھے۔ حکیم خاندان جلال پور پیر والا کا صحیح العقیدہ خاندان ہے۔ دینی معاملات اور دینی اداروں اور مدارس و مساجد کی تعمیر و ترقی میں پیش پیش رہتا ہے۔

حکیم غلام اصغر قریشی کی رحلت یقیناً خاندان اور پسماندگان کے لئے تشویش کا باعث ہے، مرحوم نے بیوہ کے علاوہ پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑے ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل اور اس پر اجر و ثواب نصیب فرمائیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

الحاج مستقیم احمد پراچہ رحؒ کی رحلت

مولانا محمد بن مستقیم

میرے والد گرامی، خادم العلماء والصلحاء الحاج مستقیم احمد پراچہ ؒ دہلی کی پراچہ برادری کی شاخ باتات خاندان میں ۱۹۵۹ء لاہور میں پیدا ہوئے، آپ کے والد گرامی حافظ محمد احمد مرحوم دہلی سے ہجرت کر کے لاہور میں رہائش پذیر ہوئے تھے۔ آپ نے دینی تعلیم وناظرہ قرآن کریم قاری محمد ایوب صاحب تلواروالی مسجد لاہور سے حاصل کی۔ آپ کے کل ۱۲ بہن بھائی تھے، آپ کے والد کا تعلق پروفیسر نورالحسنؒ مؤسس جامعہ غزالیہ لاہور سے تھا، عین شباب میں والدین ۸۲-۱۹۸۱ء میں دارفانی سے دارالبقاء کوچ کر گئے، آپ کا نکاح مسنون دہلی کی خان برادری المعروف دہلی ربڑی ہاؤس والوں کے ہاں ۱۹۸۴ء کو کراچی میں ہوا، ۱۹۸۷ء میں کراچی منتقل ہوگئے، آپ اوائل جوانی میں پاکستان پیپلز پارٹی لاہور کے رہنماؤں میں شمار کئے جاتے رہے، بعدازاں اس سے کنارہ کش ہوگئے۔ ۱۹۸۸ء کے قریب میں صدر ٹاؤن میں امام اہلسنت مفتی احمد الرحمٰنؒ کے نام سے کانفرنس ہوئی، جس میں مولانا سرفراز خان صفدرؒ کو امام اہلسنت کی شیلڈ دی گئی، اس کانفرنس میں علماء کے بیانات سن کے دل میں درس قرآن کی شروعات کا داعیہ پیدا ہوا۔ ۱۹۹۰ء کے قریب میں دکھنی جامع مسجد کے سامنے گلی میں ابراہیم بلڈنگ کے آگے پہلا درس استاذ العلماء مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ نے کھڑے ہوکر دیا، دوسرا درس مولانا محمد زیب مجبور مدظلہ نے دیا، اس کے بعد کئی سال تک ہفتہ میں استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید نوراللہ مرقدہ درس قرآن و درس حدیث کے لئے تشریف لاتے رہے۔ علماء کرام وشیوخ حدیث کے بیانات سے لوگوں میں عقائد ونظریات، اخلاق ومعاشرت کے حوالے سے واضح تبدیلیاں آئیں۔ الحمدللہ!

۱۹۹۶ء میں دکھنی مسجد کے سامنے گلی میں سیرت النبی کے عنوان سے جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا عطاء الرحمٰن شہیدؒ، مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ نے خطاب کیا، اسی جلسہ میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ تشریف لائے تو مفتی صاحبؒ نے بیان روک دیا تھا۔ پروگرام کے اختتام پر خادم القرآن مولانا قاری شریف صاحبؒ نے سب کی تواضع کی، بعدازاں باجازت مسجد انتظامیہ درس کا یہ سلسلہ گلی سے مسجد میں منتقل ہوا، ایک موقع پر آپ درس کے لئے مفتی صاحبؒ کے پاس گئے، مفتی صاحبؒ نے عذر کیا تو مولانا عطاء الرحمٰنؒ کے پاس گئے، انہوں نے عذر کیا تو آپ مفتی صاحب کے پاس گئے کہ مولانا نے یوں کہا ہے، اس پر مفتی صاحب نے ایک رقعہ لکھا: ”آپ درس پر جائیں ورنہ“ اور کہا مولانا کو دے دیں، اس کے بعد مولانا ہمیشہ آپ سے فرماتے: وہ پرچہ ابھی تک میرے پاس۔

درس کا یہ سلسلہ مسجد میں منتقل ہونے کے بعد ہفتہ اور منگل کو طے ہوگیا۔ درس قران کریم کے لئے ملک عزیز پاکستان کی نامور علمی، روحانی اور بلند پایا شخصیات جلوہ افروز ہوتی رہیں، جن کے علوم ومعارف سے ایک زمانہ سیراب ہوتا رہا، ان پاکیزہ نفوس میں سے بعض اکابر رب کریم کے حضور پہنچ گئے اور بعض خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

الحاج مستقیم احمدؒ درس قرآن اور درس حدیث کے ساتھ ساتھ تلاوت قرآن کریم کی محافل ومجالس منعقد کرانے کا بھی ایک خاص ذوق وشوق رکھتے تھے، جس کے لئے ملک عزیز اور بیرون ممالک کے قرآ کرام کی حاضری کو یقینی بنانا عزیز از تر جان رہا۔ بارگاہ رسالت مآب میں گلہائے عقیدت ومحبت نچھاور کرنے کے لئے معروف ومشہور ثناخواں کا اہتمام بھی ضروری سمجھتے تھے۔ آپ کا علماء امت سے انتہائی قلبی محبت و خلوص کا تعلق قائم تھا، آپ دینی جذبہ وفکر سے مزین اور جذبہ ایثار ووفا میں منہمک شخصیت تھے۔

۲۱ رجون ۲۰۱۸ء کو دار فانی سے دار بقا کی طرف بعد از مغرب کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

آپ کی تجہیز وتکفین مولانا ظہور احمد عباسی، مفتی عبدالمنان، مولانا عبدالعلیم، بندہ محمد پراچہ، مولانا فہد پراچہ اور حافظ ہلال احمد صدیقی نے کی۔ جنازہ ۲۲ رجون بعد نماز جمعہ ۳ بجے سہ پہر ادا کیا گیا، جس کی امامت بندہ محمد پراچہ نے کی۔ جنازہ میں مولانا تقی الدین شامزئی، مولانا امین الدین شامزئی، مولانا زیب مجبور، مولانا شعیب عالم، مولانا غلام رسول، مولانا عمران عیسٰی، سید انوارالحسن، مولانا تنویر احمد شریفی اور مولانا عبدالجبار وغیرہ سمیت علماء وطلبا اور اہل محلہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ آپ کی تدفین میوہ شاہ قبرستان میں ہوئی۔

۳۰ رجون کو دکھنی مسجد میں تعزیتی نشست سے خطاب کرتے ہوئے مولانا الطاف الرحمٰن عباسی نے کہا کہ بھائی مستقیم پراچہ علماء کے ساتھ انتہائی محبت اور تواضع کا تعلق رکھتے تھے اور یہی بات ان کی مغفرت کے لئے کافی ہے، وہ دین کے لئے بہت فکر مند تھے، یہ بھی بہت بڑی صفت ہے، ان کا مشن مسجد کو آباد رکھنا تھا۔ مولانا تاج محمد حنفی نے خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اپنی زندگی راہِ خدا میں لگادی۔ اختتامی

خطاب ودعا حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے کی اور کہا کہ ان کی دینی تعلیم زیادہ نہ تھی لیکن آج علماء بھی ان کی محبت کا دم بھرتے ہیں، خادم العلماء کہتے ہیں۔ بھائی مستقیم پراچہ کو علماء سے محبت تھی اور آج وہ اپنے بزرگوں کے پاس ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی روشنی میں کہ: ”المرء مع من احب۔“ اس مجلس میں اہل محلہ کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام شریک رہے، جن میں مولانا قاضی احسان احمد، مولانا نعمان ارمان مدنی، مولانا غلام رسول، مفتی جمال عتیق، مولانا نظام الدین، مولانا عابد کریمی، مولانا ظفر احمد، مولانا رضوان، مفتی عبدالمنان، مولانا عمر بدخشانی، مولانا تنویر احمد شریفی، مولانا فیصل خلیل، مولانا مفتی غلام مصطفیٰ، مولانا عبدالحئی مطمئن، مولانا عمیر احمد سعدی وغیرہ شامل ہیں۔

آپ کو تحفظ ختم نبوت کے مشن سے دلی لگاؤ تھا، آپ علاقائی طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست تھے، آپ کی سرپرستی میں دکھنی مسجد درس کمیٹی کے ارکان جناب سیّد فیضان حسین، حافظ دانیال حسین قادری، مولانا عامر رحیمی، بندہ محمد پراچہ محمد سکندر، محمد عمیر وغیرہ تحفظ ختم نبوت کے لئے سالانہ زکوٰۃ وفطرہ مہم چلاتے اور سالانہ قربانی کی کھالیں جمع کرتے۔ الحمدللہ! اس وقت بھی دکھنی مسجد درس کمیٹی میں ایک شعبہ تحفظ ختم نبوت کا باقاعدہ موجود ہے جس کے تحت ہر ماہ کے تیسرے منگل کو ختم نبوت کے بیانات کی ترتیب ہے، شعبہ نشرواشاعت میں واٹس اپ گروپ دکھنی مسجد درس کمیٹی، فیس بک پیج بھی فعال ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام کاموں کو جاری وساری رکھے۔

آپ نے پسماندگان میں ایک بیٹا (بندہ محمد پراچہ) اور تین بیٹیاں عالمات فاضلات اور بیوہ کے ساتھ کثیر تعداد میں متعلقین کو چھوڑا، پروردگار عالم آپ کی بال بال مغفرت فرمائے، آمین! ☆☆☆

کیا اولاد کی نافرمانی پر حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی دلیل دینا صحیح ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ”اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔“ درحقیقت اس میں ایک شبہ کے جواب کی طرف اشارہ فرمایا جو شبہ عام طور پر ہمارے دلوں میں پیدا ہوتا ہے، وہ شبہ یہ ہے کہ آج جب لوگوں سے یہ کہا جاتا ہے کہ اپنی اولاد کو بھی دین کی تعلیم دو، کچھ دین کی باتیں ان کو سکھاؤ، ان کو دین کی طرف لاؤ، گناہوں سے بچانے کی فکر کرو، تو اس کے جواب میں عام طور پر بکثرت لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اولاد کو دین کی طرف لانے کی بڑی کوشش کی، مگر کیا کریں کہ ماحول اور معاشرہ اتنا خراب ہے کہ بیوی، بچوں کو بہت سمجھایا، مگر وہ مانتے نہیں ہیں اور زمانے کی خرابی سے متاثر ہو کر انہوں نے دوسرا راستہ اختیار کر لیا ہے اور اس راستے پر جا رہے ہیں اور راستہ بدلنے کے لئے تیار نہیں ہیں، اب ان کا عمل ان کے ساتھ ہے، ہمارا عمل ہمارے ساتھ ہے، اب ہم کیا کریں؟ اور دلیل میں یہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بھی تو آخر کافر رہا اور حضرت نوح علیہ السلام اس کو طوفان سے نہ بچا سکے، اسی طرح ہم نے بہت کوشش کر لی ہے، وہ نہیں مانتے تو ہم کیا کریں؟

چنانچہ قرآن کریم نے آیت میں ”آگ“ کا لفظ استعمال کر کے اس اشکال اور شبہ کا جواب دیا ہے، وہ یہ کہ بات ویسے اصولی طور پر ٹھیک ہے کہ اگر ماں باپ نے اولاد کو بے دینی سے بچانے کی اپنی طرف سے پوری کوشش کر لی ہے تو ان شاء اللہ ماں باپ پھر بری الذمہ ہو جائیں گے اور اولاد کے کئے کا وبال اولاد پر پڑے گا، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ماں باپ نے اولاد کو بے دینی سے بچانے کی کوشش کس حد تک کی ہے؟ اور کس درجے تک کی ہے؟ قرآن کریم نے ”آگ“ کا لفظ استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ ماں باپ کو اپنی اولاد کو گناہوں سے اس طرح بچانا چاہئے جس طرح ان کو آگ سے بچاتے ہیں۔

فرض کریں کہ ایک بہت بڑی خطرناک آگ سلگ رہی ہے، جس آگ کے بارے میں یقین ہے کہ اگر کوئی شخص اس آگ کے اندر داخل ہو گیا تو زندہ نہیں بچے گا، اب آپ کا نادان بچہ اس آگ کو خوش منظر اور خوب صورت سمجھ کر اس کی طرف بڑھ رہا ہے، اب بتاؤ تم اس وقت کیا کرو گے؟ کیا تم اس پر اکتفا کرو گے کہ دور سے بیٹھ کر بچے کو نصیحت کرنا شروع کر دو کہ بیٹا! اس آگ میں مت جانا، یہ بڑی خطرناک چیز ہوتی ہے، اگر جاؤ گے تو جل جاؤ گے اور مر جاؤ گے؟ کیا ماں باپ صرف زبانی نصیحت پر اکتفا کریں گے؟ اور اس نصیحت کے باوجود اگر بچہ اس آگ میں چلا جائے تو کیا وہ ماں باپ یہ کہہ کر بری الذمہ ہو جائیں گے کہ ہم نے تو اس کو سمجھا دیا تھا، اپنا فرض ادا کر دیا تھا، اس نے نہیں مانا اور خود ہی اپنی مرضی سے آگ میں کود گیا تو میں کیا کروں؟ دنیا میں کوئی ماں باپ ایسا نہیں کریں گے، اگر وہ اس بچے کے حقیقی ماں باپ ہیں تو اس بچے کو آگ کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ کر ان کی نیند حرام ہو جائے گی، ان کی زندگی حرام ہو جائے گی اور جب تک اس بچے کو گود میں اٹھا کر اس آگ سے دور نہیں لے جائیں گے، اس وقت تک ان کو چین نہیں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ جب تم اپنے بچے کو دنیا کی معمولی سی آگ سے بچانے کے لئے صرف زبانی جمع خرچ پر اکتفا نہیں کرتے تو جہنم کی وہ آگ جس کی حدود کی انتہا نہیں، اور جس کا دنیا میں تصور نہیں کیا جا سکتا، اس آگ سے بچے کو بچانے کے لئے زبانی جمع خرچ کو کافی کیوں سمجھتے ہو؟ لہٰذا یہ سمجھنا کہ ہم نے انہیں سمجھا کر اپنا فریضہ ادا کر لیا یہ بات آسانی سے کہنے کی نہیں ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کی جو مثال دی جاتی ہے کہ ان کا بیٹا کافر رہا، وہ اس کو آگ سے نہیں بچا سکے، یہ بات درست نہیں، اس لئے کہ یہ بھی تو دیکھو کہ انہوں نے اس کو راہ راست پر لانے کی نو سو سال تک لگاتار کوشش کی، اس کے باوجود جب راہ راست پر نہیں آیا تو اب ان کے اوپر کوئی مطالبہ اور کوئی مواخذہ نہیں، لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ایک دو مرتبہ کہا اور پھر فارغ ہو کر بیٹھ گئے کہ ہم نے تو کہہ دیا، حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ ان کو گناہوں سے اسی طرح بچاؤ جس طرح ان کو حقیقی آگ سے بچاتے ہو، اگر اس طرح نہیں بچا رہے ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فریضہ ادا نہیں ہو رہا ہے، آج تو یہ نظر آ رہا ہے کہ اولاد کے بارے میں ہر چیز کی فکر ہے، مثلاً یہ تو فکر ہے کہ بچے کی تعلیم اچھی ہو، اس کا کیریئر اچھا بنے، یہ فکر ہے کہ معاشرے میں اس کا مقام اچھا ہو، یہ فکر تو ہے کہ اس کے کھانے پینے اور پہننے کا انتظام اچھا ہو جائے، لیکن دین کی فکر نہیں۔ (اصلاحی خطبات، ج۳، ص۷۲)

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر

آج کل جدیدیت کا دور ہے، عصری اداروں کا پروردہ ہر چیز میں جدت کا متقاضی ہے، اس چیز کو دیکھتے ہوئے کئی ایک ملحدین اور متجددین نے تفسیر بالرائے کو اپنا وطیرہ بنایا اور وہ تفسیریں عصری علوم کے حاملین وطالبین کے نظر میں پسندیدگی کی سند لینے لگی، جس سے سادہ لوح مسلمان بھی ان کے دام تزویر میں آنے لگے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا فضل محمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی) نے ان تمام ملحدین اور متجددین کی تفسیروں کو سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی نصوص، صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں ان کے ابطال اور ان کی تفسیر بالرائے کے نقصانات کو واضح فرمایا۔ چونکہ یہ مضمون اپنے موضوع کی بناء پر طویل ہو گیا تو انہوں نے اس کا نام ”معتمد اور غیر معتمد تفاسیر“ رکھ کر اسے کتابی شکل میں شائع کردیا۔ افادہ عام کی غرض سے اس مضمون کو قسط وار ہفت روزہ ”ختم نبوت“ میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

(۳۴) حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

اصلاحی صاحب کا شاذ نظریہ نمبر ۱۶

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ (البقرہ:۲۳۰)

ترجمہ: ”پھر اگر اس عورت کو طلاق دی (یعنی تیسری بار) تو اب حلال نہیں اس کو وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اس کے سوا۔“ (شیخ الہندؒ)

اصلاحی صاحب نے بھی اس آیت کا ترجمہ قریب قریب اسی طرح کیا ہے لیکن آیت کی تفسیر میں اس نے جمہور امت کے خلاف راستہ اختیار کیا ہے، ان کے نزدیک اس مطلقہ نے اگر نکاح کیا تو پہلے شوہر کے لئے جماع کے بغیر حلال ہوجائے گی، صرف نکاح ضروری ہے، جماع ضروری نہیں۔

چنانچہ اصلاحی صاحب لکھتے ہیں ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ میں نکاح کا لفظ ہمارے نزدیک عقد نکاح ہی کے معنی میں ہے جن لوگوں نے اس کو وطی کے معنی میں لیا ہے انہوں نے ایک غیر ضروری سا تکلف کیا ہے۔ (تدبر قرآن:۴۹۳)

اصلاحی صاحب مزید لکھتے ہیں کہ رہی یہ بات کہ ایسی عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے صرف اس صورت میں جائز ہوگی جب اس کا دوسرا شوہر اس کو وطی کے بعد طلاق دیدے تو کم از کم اس وطی کے لئے قرآن سے کوئی ثبوت نہیں نکلتا۔ ”تنکح“ کے لفظ سے جو دلیل دی جاتی ہے اس کا بے بنیاد ہونا جیسا کہ ہم نے اوپر اشارہ کیا بالکل واضح ہے، یہ مسئلہ درحقیقت پیدا ایک حدیث کی بنیاد پر ہوا ہے، قرآن سے اس کے لئے استدلال تو محض نکتہ بعد الوقوع ہے لیکن ہمارے نزدیک حدیث سے جو استدلال کیا گیا ہے وہ بھی نہایت کمزور ہے۔ (تدبر قرآن، ص:۴۹۳)

> مولانا جلیل احسن ندویؒ نے اپنی کتاب ”تدبر قرآن پر ایک نظر“ میں صرف سورہ بقرہ میں امین احسن اصلاحی صاحب کی تفسیر اور ترجمہ پر ستائیس اعتراضات کئے ہیں اور پوری تفسیر کے اہم مقامات پر ۱۲۷ اعتراضات کئے ہیں۔ میں نے اختصار سے کام لیا ہے اور صرف سورۃ بقرہ میں سترہ مقامات پر مؤاخذات کئے ہیں اور سورۃ آل عمران کی غلطیاں ملا کر اکیس غلطیوں کی نشاندہی کی ہے اور کمل کر ان مناقضات کا ذکر کیا ہے۔ مقصود یہ ہے کہ عام مسلمان اور خصوصاً علماء اور طلبہ اصلاحی صاحب کی تفسیر پر تفسیر ”تدبر قرآن“ سے اجتناب کریں۔ وباللہ التوفیق!

اصلاحی صاحب کا خیال ہے کہ اگر دوسرے شوہر کے نکاح کے ساتھ جماع کی شرط لگائی گئی تو یہ حلالہ یا متعہ کی مکروہ صورت بن جائے گی، اصلاحی صاحب نے حلالہ پر شدید اور رکیک حملے کردیئے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

”اسی طرح اگر کوئی شخص اس نیت سے کسی عورت سے نکاح کرے کہ اس نکاح کے بعد طلاق دے کر وہ اس عورت کو اس سے پہلے شوہر کے لئے جائز ہونے کا حیلہ فراہم کرے تو شریعت کی اصطلاح میں یہ حلالہ ہے اور یہ بھی اسلام میں متعہ ہی کی طرح حرام ہے۔ جو شخص کسی کی مقصد برآری کے لئے یہ ذلیل کام کرتا ہے وہ حقیقت میں ایک قرم ساق یا بھڑوے یا کرایہ کے سانڈ کا رول ادا کرتا ہے اور ایسا کرنے والے اور ایسا کرانے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔ یہ مسئلہ درحقیقت ایک حدیث کی بنا پر پیدا ہوا ہے لیکن ہمارے نزدیک حدیث سے جو استدلال کیا گیا ہے وہ بھی نہایت کمزور ہے۔ (تدبر قرآن:۴۹۴)

تبصرہ:

علامہ اصلاحی صاحب حلالہ کی بحث وتحقیق میں کچھ زیادہ جذباتی ہوگئے ہیں، یہاں تک کہ حلالہ کرنے والے کو بھڑوا، قرم ساق، کرائے کا سانڈ، ذلیل، ملعون ومغضوب، بھڑواپن، تیس مستعار، شریعت الٰہی کا مذاق اڑانے والا جیسے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ جاوید غامدی نے بھی اپنی تفسیر میں یہی الفاظ دہرائے ہیں۔ حلالہ سے متعلق احادیث میں بے شک تنبیہات اور سخت الفاظ ملتے ہیں لیکن فقہاء اور علماء نے اس کو حلالہ کی ان ناجائز صورتوں پر حمل کیا ہے

جس میں ناجائز شرائط رکھی جاتی ہیں اور حلالہ ایک کاروبار وتجارت کی شکل اختیار کر جاتا ہے لیکن اگر ان ناجائز شرائط سے حلالہ خالی ہو تو اس پر اصلاحی صاحب آپے سے اتنے باہر کیوں ہوگئے؟

بہر حال اصلاحی صاحب بتائیں کہ قرآن عظیم میں ’’فَلَاتَحِلُّ‘‘ کے الفاظ کا ترجمہ کیا ہے؟ اگر ترجمہ یہ ہے کہ اس طلاق کے بعد وہ عورت اس شوہر کے لئے حلال نہیں ہے یہاں تک کہ وہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے، اب حلال کا لفظ قرآن کی آیت میں مذکور ہے، اسی سے حلالہ کا لفظ لیا گیا ہے کہ دوسرے شوہر سے نکاح وجماع کے بغیر یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوسکتی ہے، عورت کے حلال ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہی صورت بتادی ہے، اب اگر کوئی شخص حماقت کی بنیاد پر غلط شرائط عائد کرتا ہے تو یہ ان کا اپنا قصور ہے۔ اس پر اصلاحی صاحب غصہ کیوں ہوتے ہیں؟ ان کو چاہئے تھا کہ اصل غصہ اس شوہر پر اتار دیتے جس نے اللہ تعالیٰ کے قانون کو توڑا اور ایک یا دو طلاقوں پر صبر نہ کیا بلکہ تمام حدود پھلانگ کر تین طلاق دے ڈالیں، اب شریعت نے ان کو بطور سزا یہ حکم دیا کہ تیری بیوی اب تیرے لئے حرام ہے، ہاں! اگر کوئی دوسرا شخص عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کرے اور پھر اپنی مرضی سے اس کو طلاق دیدے اور عدت گزرنے کے بعد سابق شوہر اس کے ساتھ نکاح وجماع کرے تو یہ جائز صورت ہے اور عہد نبوی میں اس طرح صورتیں پیش آئی ہیں۔ اگر اصلاحی صاحب اس طرز سے ناراض ہیں تو وہ بتائیں کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے اور یہ آیت مسلمانوں کو کیا تعلیم دے رہی ہے؟

مفسرین ومحدثین وفقہاء وعلماء ایک رخ پر جارہے ہیں اور اصلاحی صاحب نے اپنے لئے الگ رخ اختیار کیا ہوا ہے اور غلطیاں کر رہے ہیں۔ یہ تو خیر ضمنی باتیں تھیں، دراصل یہاں اس آیت کی تفسیر میں امین اصلاحی صاحب نے آزاد منش لوگوں کو خوش کرنے کے لئے ایک عجیب نوید سنائی ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں صرف نکاح کا ذکر ہے، دوسرے شوہر سے جماع کی شرط کا ذکر قرآن میں نہیں ہے اور نہ اس کے لئے کوئی دلیل ہے۔ اصلاحی صاحب کا یہ دعویٰ بالکل غلط ہے اور وہ دانستہ طور پر غلط راستہ اختیار کرنا چاہتے ہیں، علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت سولہ روایات کو ذکر کیا ہے جس میں رفاعہ قرظی کی بیوی کا قصہ ہے، وہ مطلقہ مغلظہ ہوچکی تھی، پھر اس نے عبدالرحمن بن زبیر قرظی سے نکاح کیا مگر وہ جماع میں کمزور تھا، یہ عورت اپنے پہلے شوہر کی طرف لوٹنا چاہتی تھی، اس نے جب مسئلہ پوچھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع کیا اور فرمایا کہ جب تک تم دونوں نکاح کے بعد ایک دوسرے سے جماع کا لطف نہ اٹھاؤ، تم پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہوسکتی ہو۔ اصلاحی صاحب سے پوچھا جائے کہ میاں بیوی کے نکاح کے بعد جماع نہ کرنے پر آپ کس طرح پہرہ بٹھاؤ گے کہ نکاح تو ہو مگر جماع نہ ہو؟

بہر حال! صحاح ستہ اور سنن کی کتابوں میں یہ قصہ مذکور و مشہور ہے، بخاری ومسلم نے اس کو سند کے ساتھ ذکر کیا ہے حتیٰ کہ یہ حدیث بھی حدیث عُسیلہ کے نام سے مشہور ہے یعنی ایک دوسرے کا شہد چکھنا، اس کے باوجود اصلاحی صاحب کہتے ہیں کہ جماع کے لئے یہاں کوئی دلیل نہیں اور نکاح کے بعد جماع کی قید یہ بے جا تکلف ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ نے سولہ روایات ذکر کی ہیں کیا وہ کوئی دلیل نہیں ہیں؟ تمام فقہاء وعلماء ومحدثین کا متفقہ فیصلہ اور فتویٰ کیا وہ دلیل نہیں ہے؟ بخاری ومسلم کی روایت کیا دلیل نہیں ہے؟ اصلاحی صاحب نے اس سے استدلال کو کمزور قرار دیا ہے، یہ اصلاحی صاحب کی اپنی کمزوری اور ہٹ دھرمی اور نہایت ضد ہے، درحقیقت اصلاحی صاحب چونکہ احادیث کو نہیں مانتے ہیں، اس لئے اس کے فیصلے کو کمزور کہہ دیا، یہ لوگ اپنے مطلب نکالنے کے لئے کبھی کسی ضعیف حدیث کو بھی قبول کرلیتے ہیں، وہاں صرف اپنا مطلب نکالنا ہوتا ہے لیکن جب کئی کئی احادیث موجود ہوں تو تعجب اس پر ہے کہ حدیث کی طرف التفات بھی نہیں کرتے ہیں اور تورات وانجیل اور اسرائیلیات کے منسوخ اور محرف حوالے جمع کرکے طومار بھر دیتے ہیں۔ مجھے مفتی سعید خان صاحب ندوی مدظلہ نے بتایا کہ میں نے اصلاحی صاحب کو دیکھا ہے، ملاقات کے موقع پر اصلاحی صاحب نے کہا کہ اگر مجھے ابن شہاب زہری رحمہ اللہ مل جائے تو میں اس کو ذبح کرکے کباب بنادوں گا، یاد رہے کہ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ حدیث کے امام اور سند حدیث کی جڑ ہے۔ اس کو اصلاحی صاحب ذبح کرنا چاہتے ہیں تو حدیث کیا رہ گئیں؟

اصلاحی صاحب کا شاذ نظریہ نمبر ۱۷

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ﴾ (البقرہ:۲۴۳)

ترجمہ: ’’کیا نہ دیکھا تو نے ان لوگوں کو جو کہ نکلے اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے پھر فرمایا ان کو اللہ نے کہ مرجاؤ پھر ان کو زندہ کردیا۔‘‘ (شیخ الہندؒ)

شیخ الہند محمود حسن رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ’’یہ پہلی امت کا قصہ ہے کہ کئی ہزار شخص گھر بار کو ساتھ لے کر وطن سے بھاگے، ان کو ڈر ہوا تھا غنیم (دشمن) کا اور لڑنے سے جی چھپایا، یا ڈر ہوا تھا وبا کا اور تقدیر پر توکل اور یقین نہ کیا پھر ایک منزل پر پہنچ کر بحکم الٰہی سب مرگئے، پھر سات دن کے بعد

پیغمبروں کی دعاء سے زندہ ہوئے کہ آگے کو توبہ کریں۔(تفسیر عثمانی:۵۰)

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے بشمول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کئی مفسرین سے جن میں تابعین بھی شامل ہیں، کچھ فرق کے ساتھ اسی طرح قصہ نقل کیا ہے، جس طرح اوپر شیخ الہند کی تفسیر میں ہے۔ان تمام حضرات نے ان لوگوں کی موت اور پھر حیات کو حقیقی موت وحیات پر حمل کیا ہے اور قرآن کے ظاہری الفاظ بھی اسی طرح ہیں لیکن جناب اصلاحی صاحب نے اس موت وحیات کو مجاز پر حمل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ قوموں کے عروج وزوال کی طرف اشارہ ہے، حقیقی موت مراد نہیں ہے، چنانچہ علامہ اصلاحی صاحب لکھتے ہیں:

موت کے لفظ پر اسی سورت کی آیت:۵۶ کے تحت ہم لکھ چکے ہیں کہ قرآن میں یہ لفظ جس طرح زندگی کے فنا ہونے کے لئے استعمال ہوا ہے اسی طرح نیند بے ہوشی اور اخلاقی وایمانی موت کے لئے بھی استعمال ہوا ہے، اسی طرح حیات کا لفظ بھی مادی زندگی سے لے کر نیند سے بیداری اور ایمانی واخلاقی زندگی تک سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔(تدبر قرآن ص:۵۱۹)

علامہ اصلاحی صاحب مزید لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک تاریخ بنی اسرائیل کا یہی جزو ہے جس کی طرف آیت زیر بحث میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ جب انہوں نے خوف اور بزدلی کی زندگی اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس ایمانی موت کے حوالہ کردیا جس کی تعبیر "مُوْتُوْا" سے فرمائی ہے، پھر جب ان کے اندر تجدید واحیائے ملت کی دعوت اٹھی اور انہوں نے از سر نو ایمان واسلام کی حیات تازہ اختیار کرلینے کا عزم کرلیا تو اللہ نے ان کو از سر نو زندہ ومتحرک کردیا اسی چیز کو یہاں "ثُمَّ اَحْیَاھُمْ" کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔(تدبر قرآن،ص:۵۲۱)

تبصرہ:

ناظرین دیکھ لیں! اصلاحی صاحب حقیقی مفہوم کو چھوڑ کر کس طرح مجاز کی طرف جارہے ہیں، حالانکہ ان حضرات کا بہت زور وشور سے یہ دعویٰ مشہور ہے کہ قرآن اپنے ظاہر پر ہی حمل کیا جائے گا، یہ بیان وتبیان اور برھان ونور مبین ہے، یہ اپنا سارا مفہوم اپنے ہی الفاظ کے اندر رکھتا ہے، یہ میزان ہے، اس پر سب اشیاء کو تولا جائے گا۔فراہی صاحب کا بھی یہی دعویٰ ہے اور غامدی وامین احسن اصلاحی صاحب کا بھی یہی دعویٰ ہے۔

اب ان حضرات سے پوچھا جائے کہ یہاں اصلاحی صاحب کہاں جارہے ہیں؟ آخر ان کے پاس قرآن وحدیث سے کونسی دلیل ہے؟ مفسرین اور فقہاء کا کونسا قول اور فتویٰ ان کے پاس ہے؟ تاریخ کا کونسا مستند واقعہ ان کے پاس ہے؟

پھر اس جرأت کو دیکھیں کہ اس بے سروسامانی کے باوجود بڑے جوش وخروش سے اپنے سواسب کو غلط قرار دیتے ہیں اور تورات وانجیل، سموئیل تالمود، یوحنا، لوقا اور سابقہ منسوخ اور محرف صحیفوں سے استدلال لانے کی کوشش کررہے ہیں۔دراصل ان حضرات کے نزدیک معجزات وکرامات اور کرشماتی امور کی زیادہ وقعت نہیں ہے لہٰذا یہاں بھی اس معجزاتی اور کرشماتی موت وحیات سے بچنے کے لئے انہوں نے ایک ظاہری سبب پیدا کردیا اور اس کو لکھ ڈالا۔مولانا اصلاحی صاحب نے یہاں ترجمہ بھی غلط کیا ہے، چنانچہ آیت "فَقَالَ لَھُمُ اللّٰہُ مُوْتُوْا۔" کا ترجمہ یوں کیا ہے: تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کہا: جاؤ! مرجاؤ۔سوال یہ ہے کہ "جاؤ مرجاؤ" کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ جاؤ کے لئے عربی میں "اذھب" آتا ہے یہاں "اذھب" کہاں ہے؟ دراصل اصلاحی صاحب نے یہ ترجمہ ڈانٹ کے انداز میں پیش کیا ہے، گویا اللہ تعالیٰ نے ان کو موت نہیں دی بلکہ فرمایا: جاؤ مرجاؤ، یہ ڈانٹ اسی طرح ہے جس طرح کوئی غصہ کی حالت میں کسی سے کہتا ہے: جاؤ دفع ہوجاؤ۔

محترم قارئین:

یہاں تک میں نے امین احسن اصلاحی صاحب کی تفسیر تدبر قرآن میں سے صرف سورۃ بقرہ کی قابل گرفت چیزوں کا ذکر کیا، یہ موٹی موٹی چیزیں ہیں جن میں اصلاحی صاحب نے مفسرین اور جمہور امت سے الگ راستہ اختیار کیا اور غلط راستے پر چل پڑے ہیں۔رہ گیا ان کے ترجمہ کا معاملہ تو وہ بالعموم ناقابل اعتماد ہے کیونکہ اصلاحی صاحب نے قرآن عظیم کے الفاظ وکلمات کا لحاظ نہیں رکھا بلکہ اپنے محاورہ کا خیال رکھا ہے، نیز اصلاحی صاحب کی تفسیر میں اگر چھوٹے چھوٹے نکات کا تعاقب کیا جائے تو بہت ساری غلطیاں ظاہر ہوجائیں گی۔مولانا جلیل احسن ندویؒ نے اپنی کتاب "تدبر قرآن پر ایک نظر" میں صرف سورہ بقرہ میں امین احسن اصلاحی صاحب کی تفسیر اور ترجمہ پر ستائیس اعتراضات کئے ہیں اور پوری تفسیر کے اہم مقامات پر ۲۷ اعتراضات کئے ہیں۔میں نے اختصار سے کام لیا ہے اور صرف سورۃ بقرہ میں سترہ مقامات پر مؤاخذات کئے ہیں اور سورۃ آل عمران کی غلطیاں ملا کر اکیس غلطیوں کی نشاندہی کی ہے اور کھل کر ان مناقشات کا ذکر کیا ہے۔مقصود یہ ہے کہ عام مسلمان اور خصوصاً علماء کرام اور طلبہ عزیز اصلاحی صاحب کی تفسیر پر تفہیم "تدبر قرآن" سے اجتناب کریں۔وباللہ التوفیق!

اصلاحی صاحب قدم بقدم اپنے استاذ حمید الدین فراہی کے نقش قدم پر گامزن ہیں لہٰذا یہ غلطیاں اوپر سے مسلسل آگئی ہیں اور پھر جاوید احمد غامدی صاحب ان غلطیوں کو مکمل طور پر قبول کرتے چلے گئے ہیں، لہٰذا یہ غلطیاں نیچے تک تسلسل کے ساتھ چلی گئیں ہیں۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حفاظت فرمائے، آمین!

(جاری ہے)

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

◆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اکابر علمائے امت کی قیادت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والی بین الاقوامی جماعت اور تردید قادیانیت کے محاذ پر تمام مذہبی ودینی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے ◆ جماعت کی کوششوں اور قربانیوں کی بدولت الحمدللہ! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہوا، قادیانیت کا فتنہ روبہ زوال ہوا ◆ ملک بھر کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مجلس کے زیر اہتمام ۳۰ مراکز ومساجد، ۴۰ مبلغین جبکہ ۱۲ سے زائد دینی مدارس ومکتب خدمات سرانجام دے رہے ہیں ◆ مجلس کے شعبہ تصنیف وتالیف سے ردِ قادیانیت کے موضوع پر اکابرین امت کی بیسیوں ضخیم اور معرکۃ الآراء کتب طبع ہو چکی ہیں ◆ عربی، اردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں مفت لٹریچر کی تقسیم ◆ ہفت روزہ ’’ختم نبوت‘‘ کراچی اور ماہنامہ ’’لولاک‘‘ ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا محاسبہ ◆ اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت کا تعاقب ◆ مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر میں دار المبلغین اور سالانہ ردِ قادیانیت کورس ◆ پورے ملک میں ختم نبوت کانفرنسز، سیمینارز، کوئز پروگرام، تربیتی کورسز کے ذریعہ قادیانی دجل کا محاسبہ ◆ مفت ختم نبوت خط وکتابت کورس ◆ انٹرنیٹ، سی ڈیز اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ابلاغ ختم نبوت اور تردید مرزائیت۔

اس کام میں مخیّر دوستوں اور دردمندانِ ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: 061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی

فون: 021-32780337, 021-32780340

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

اپیل کنندگان:

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ
خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
حافظ ناصر الدین خاکوانی صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ